الحمد للہ تعالیٰ

کہ رسالہ حقانی موجب بصیرت ایمانی موسوم بہ

تحفہ لاثانی

برائے

فرقہ رضاخانی

(جس میں)

مکمل روئداد اُس مباحثہ کی مع فیصلۂ حکم صاحب درج ہے جو مابین اہل سنت و جماعت و فرقہ مذکور
بمقام ماہم شریف بمبئی بتاریخ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۴ھ ہوا۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے
حضرت مولٰنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ اور فرقۂ رضاخانی کی طرف سے
مولوی نثار احمد صاحب کانپوری مناظر اور علامہ احمد بن محمد الشبلی معتمد سلطان مسقط و عمان حکم تھے

(جس کو پہلی مرتبہ)

الٰہی بخش محمد اسحاق پہلوان نے مرتب کیا اور سیٹھ عبد الرحمن ابراہیم فیت
والے نے خلافت پریس بمبئی میں چھپوا کر شائع کیا تھا

(اب دوسری مرتبہ)

بعد نظر ثانی و اضافہ بعض حواشی و تکملۂ تحقیقات اربع کارپردازان رسالہ النجم نے

عمدۃ المطابع پریس لکھنؤ میں طبع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

ضروری تمہید

آج کل عام طور پر دردمندانِ اسلام کو یہ بات محسوس ہو رہی ہے کہ فرقۂ رضا خانی اسلام کا سب سے زیادہ دشمن اور اس کا وجود مسلمانانِ عالم کے لیے سب سے زیادہ مضرت رساں ہے نئی نئی باتین نکال کر مسلمانون کو گمراہ کرنا دین کو بگاڑنا باہم مسلمانون کو لڑانا اُن مین تفرقہ ڈال کر ایک کو دوسرے کا دشمن بنانا اس فرقہ کا کام ہے - دین فروشی اس کا ذریعۂ معاش ہے - جاہلون کا گروہ بوجہ ناواقفیت کے اکثر ان کا شکار ہوتا ہے اور انھین کو یہ اپنا رازق جانتے ہین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

علمائے اسلام نے کبھی اس فرقہ کی طرف زیادہ توجہ نہ کی اور اُن کی بے توجہی سے اس کی ترقی ہوتی گئی - نوبت یہان تک پہونچی کہ اس فرقہ نے بڑی دلیری کے ساتھ علانیہ ہر کام مین مسلمانون کی مخالفت شروع کی اور کھُلم کھُلا علمائے اسلام کی توہین اور دینِ اسلام کی بیخ کنی کرنے لگا - مجبور ہو کر بعض حضرات علما کو باوجود اپنے مشاغل کثیرہ کے اس فرقہ کی طرف بھی توجہ کرنی پڑی چنانچہ اسی سال کئی اہم واقعات لکھنؤ لاہور وغیرہ مین پیش آئے اور اسوقت بمبئی کا یہ تازہ واقعہ ہے جسکی روئداد ہدیۂ ناظرین ہے

شہر بمبئی کو مدت سے اس فرقہ نے اپنا شکارگاہ بنا رکھا ہے - سیکڑون پیشہ ور دین فروش واعظ اس فرقہ کے بمبئی کا دورہ کرتے رہتے ہین اور بعض نے تو بمبئی مین اپنا ڈیرہ ڈال دیا ہے - یہ لوگ نہین چاہتے کہ کسی عالم حقانی کا گذر بمبئی مین ہو - اتفاقًا اگر کسی عالمِ حقّانی کا گذر یہان ہوا تو ان کو اپنی روٹیون مین خطرہ نظر آتا ہے اور سب کے سب مل کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہین اور اس قدر طوفانِ بے تمیزی اس کے خلاف برپا کرتے ہین کہ وہ بیچارہ پریشان ہو کر پھر کبھی اُدھر کا رخ نہ کرے - پے در پے مشاہدات اس قسم کے بمبئی مین پیش آ چکے ہین -

۱۳۴۲ھ مین روافض سے یہان ایک مناظرہ طے ہوا - مقامی علما سے اس مین مدد نہ ملی تو مجبور ہو کر حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم کو تکلیف دی گئی اور آپ تشریف لائے

مناظرہ ہوا اور بڑی کامیابی کے ساتھ ہوا۔ بکثرت آپ کے وعظ بمبئی مین ہوئے جن سے مسلمانونکو بہت فائدہ پہونچا۔ ایک عام رجوع آپ کی طرف ہوا اور مسلمانون کے روز افزون اصرار نے آپ کو تقریبًا دو ماہ تک بمبئی سے جانے نہ دیا۔ آپ کے اس سفر بمبئی کی تاریخ مین ردّ مذہب شیعہ کی نقطہ بطور یادگار کے مشہور ہے۔ ممدوح کا پیشہ وعظ گوئی نہین نہ آپ کو اپنے مشاغل سے اتنی فرصت کہ وعظ گوئی کے لیے آپ ہر سال بمبئی کا دورہ کرین چنانچہ اس کے بعد سات آٹھ سال تک آپ بمبئی نہین آئے مگر یارون کو کھٹکا پیدا ہو گیا اور آپ کے مواعظ مین مجمع کی کثرت اور آپکے بیانات کی تاثیرات دیکھکر یقین ہو گیا کہ اگر اسی طرح آپ کی آمد و رفت بمبئی مین رہی تو یہ ساری دوکانین وعظ کی ٹوٹ جائین گی اور دین فروشی کا بازار بند ہو جائیگا حالانکہ یہ خیال خام تھا ممدوح نہ توکسی کی مخالفت کرتے تھے نہ ان کو اسکی پروا تھی۔

بہرکیف مولوی دیدار علی صاحب جو اس زمانہ مین تمام پیشہ ور واعظون کے کمانڈر انچیف تھے اور آتش فساد مشتعل کرنے مین ایک خاص مشق رکھتے تھے۔ بے وجہ آمادۂ مخالفت ہوئے اور تو کچھ نہ ہو سکا مگر ایک فتوے کفر کا حضرت ممدوح کے خلاف آپ نے تیار کرایا[۱] اور ایک دوسرے شخص کے نام سے چھاپ کر اس کو شائع کیا گو نتیجہ مین وہ ایسے ذلیل ہوے کہ پھر بمبئی مین آنا اُن کو نصیب نہ ہوا آگرہ کی جامع مسجد مین نوکر تھے وہان سے علیحدہ ہوے۔ اب لاہور مین مسجد وزیر خان مین نوکر ہین اور وہان ایک بڑا عظیم الشان فتنہ برپا کر رکھا ہے مقدمہ بازی تک نوبت پہونچ چکی ہے دیکھیے وہان کیا انجام ہوتا ہے؟

حضرت مولنا صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کے خلاف جو فتویٰ شائع ہوا اسمین سب سے پہلی مُہر فرقۂ رضاخانی کے موجد و مجدد مولوی احمد رضا خان صاحب کی ہے اور اسکے بعد اُنکی ذریت کی چند مُہرین ہین اس فتوے کا مدلل رد اسی وقت شائع کر دیا گیا تھا اور اسکے ثبوت کا مطالبہ رضاخانیون سے برابر ہوتا رہا جس کے متعلق پارسال و امسال مولوی عبد العزیز و حافظ[۲] عبد المجید

سلہ اس فتوے کے تیار کرانے اور حضرت مولنا صاحب مدیر النجم عم فیضہم کے خلاف تمام کارروائیون مین روافض شریک غالب تھے یہ بات تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بمبئی اور دوسرے مقامات کے روافض نے اس کام مین مالی امداد بھی دی مخالفت کرنے والون کو مالی منافع کا سبز باغ خوب دکھایا گیا مگر بقول حضرت سعدی علیہ الرحمۃ ؎

مباد اول آن فرومایہ شاد کہ از بہر دنیا دہد دین بباد[؟] یہ سب مخالفین انجام کار خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنے۔ منہ

سلہ حافظ عبد المجید کا نام محض فرضی تھا یہ شخص معمولی اردو خوان بھی نہین ہے اس پردہ مین خجندی صاحب عبد العلیم صاحب وغیرہ چھپے ہوئے تھے۔

کے نام سے بمبئی مین اشتہار بازی بھی ہوتی رہی ۔اس واقعہ کی پوری تفصیل اور یہ اشتہارات "صواعق آسمانی" مین درج ہین ۔

انجمن اہل سنت وجماعت بمبئی کی بعض ضرورتون سے امسال محرم مین جو حضرت صاحب مدیر النجم تشریف لائے تو رضاخانیون نے پھر پرانی اشتہار بازی کو تازہ کیا اور مولوی عبدالعزیز صاحب و حافظ عبدالمجید دہلوی کے درمیان مین خط وکتابت شروع ہوئی با آ اُنکو لکھا گیا کہ روز روز کے جھگڑون سے کیا نتیجہ ؟ بالمشافہہ مناظرہ کر کے اسکو طے کر لو ۔تمھا مولوی اور واعظ اس وقت موجود ہین اور عالیجناب مدیر النجم بھی تشریف رکھتے ہین اس فتوا کفر کی صحت ثابت کر دو تو ہم توبہ کر لین گے ورنہ تم اس فتوے کے غلط ہونے کا اقرار کر لینا جو تا تاریخ تم مقرر کرو ہمین منظور ورنہ ہماری تجویز تم کو ماننا پڑیگی ۔مگر نہ انھون نے اپنی طرف سے کا مقام و تاریخ تجویز کیا نہ ہمارے مقرر کردہ مقام مین آئے اسی وقت ایک چھوٹا رسالہ بنا "وہابی گرون کا مناظرہ سے فرار" شایع کر دیا گیا جس مین یہ سب خط وکتابت درج ہے ۔

آغازِ واقعہ

اب تازہ واقعہ سنیئے ۱۴۔ربیع الاول ۱۳۴۲ھ کو احمد حاجی صدیق صاحب کھتری کے مکان پر فریقین کے چند معزز حضرات جمع ہوے اور مولنا صاحب ممدوح سے مناظرہ کرنے کے لیے رضاخانیون کی طرف سے مولوی نثار احمد صاحب نامزد کیے گئے ۔۱۸۔ربیع الاول تاریخ مناظرہ قرار پائی ۔مبحث مناظرہ یہی ہمارا پرانا مطالبہ کہ مولانا صاحب موصوف کی وہابیت ثابت کی جائے یعنی مولوی احمد رضا خان اور اُنکی ذریت کے فتوے کا ثبوت دیا جائے ۔قرار پایا مولوی محمد یوسف صاحب کھٹکھٹے کو رضاخانیون نے حکم بنایا ہم نے منظور کر لیا ۔جب یہ سب کچھ طے ہو چکا تو حضرت مولنا صاحب مدیر النجم کو تار بھیجا گیا اور آپ ۱۷۔ربیع الاول روز سہ شنبہ کو بمبئی تشریف لائے ۔حکم صاحب موصوف نے فریقین کو ترکِ مناظرہ کی ترغیب دی اور اُنکی تجویز سے تاریخ مناظرہ سے ایک روز قبل یعنی ۱۷۔ربیع الاول کی شام کو فریقین کے علما و معززین کا اجتماع دفتر جامع مسجد بمبئی مین ہوا جس مین مولوی عبدالقادر صاحب کھٹکھٹے ناظر جامع مسجد بھی شریک ہوے حکم صاحب نے فریقین کو ترکِ مناظرہ پر راضی کر کے اس معاہدہ پر صلح کرا دی کہ آیندہ تکفیر توہین یا کسی قسم کی توہین کے اشتہارات شایع نہ ہون ۔صلحنامہ مرتب ہو کر فریقین و شرکا محفل

کے دستخط ہو گئے۔ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ صلحنامہ بمبئی کے اخبارات خلافت وغیرہ میں شائع ہو گیا جس کی نقل حسب ذیل ہے :۔

جلسۂ صلح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسولہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ وسلم

روئداد جلسۂ منعقدہ بہ آفس مسجد جامع مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ بعد عصر

حاضرین جلسہ

مولانا مولوی عبد المنعم صاحب اعلظہ	مولانا مولوی عبد الشکور صاحب
(خطیب مسجد جامع بمبئی)	مولانا مولوی مفتی نثار احمد صاحب
مولانا مولوی دین محمد صاحب	(حکیم) مولوی فضل رحیم صاحب
مولوی نذیر احمد صاحب مجددی	مولوی عبد الرزاق صاحب
عبد الکریم خان صاحب	حکیم سراج الدین صاحب
احمد حاجی صدیق صاحب	منشی عبد القادر صاحب کھٹکھٹے
(مولوی) محمد یوسف (صاحب) کھٹکھٹے	(ناظر مسجد جامع بمبئی)

Checked 1987

چونکہ شب گذشتہ احمد حاجی صدیق صاحب، مولوی عبد الرزاق صاحب، حکیم مولوی فضل رحیم صاحب، حکیم مولوی نذیر احمد صاحب، حکیم سراج الدین صاحب، اور عبد الکریم خان صاحب، (مولوی) محمد یوسف (صاحب) کھٹکھٹے کے پاس تشریف لائے تھے اور آپ حضرات نے خبر دی کہ (مولوی) محمد یوسف (موصوف)۔ مولانا مفتی مولوی نثار احمد صاحب اور مولانا مولوی عبد الشکور صاحب کے مابین جو بعض اہل بمبئی مناظرہ منعقد کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے حکم ہوں۔ مگر (مولوی) محمد یوسف (صاحب موصوف) نے حکم ہونا نامنظور کیا۔ اور ترک مناظرہ کی ترغیب دی۔ چنانچہ اس وقت یہ بات بحضور (منشی) عبد القادر صاحب کھٹکھٹے بھی جو اس وقت موجود تھے طے ہوئی کہ کل جامع مسجد کے آفس میں ایک مجلس منعقد ہو جس میں اشخاص حاضرین امروز موجود ہوں اور مصالحت کی گفتگو ہو۔ اسی بنا پر آج مجلس منعقد ہوئی اور بعد مشاورت باہمی یہی بات طے ہوئی کہ آج مولانا (مولوی) عبد الشکور اور مولوی عبد الرزاق و

عبدالکریم (صاحب) و حکیم سراج الدین (صاحب) اور مولانا مولوی مفتی نثار احمد صاحب و مولوی فضل رحیم صاحب اور (کھتری) احمد صاحب اس مصالحت مین شامل ہون کہ بہر صورت جد و جہد جانبین سے ایسی جاری رہے کہ آیندہ طرفین سے تکفیر و توہیب یا کسی قسم کی توہین کے اشتہارات نہ چھپین اور نہ اشاعت کرین اور اس عہد کو ایک فرض اور خدمت اسلامی سمجھکر اس پر قائم رہین تاکہ آیندہ مسلمانون مین باہمی اختلاف نہ رہے اور اتحاد قائم رہے اور اس کی نقل جانبین کو دیجائے۔

(دستخط) محمد یوسف کھنکھٹے

العبد محمد عبدالمنعم باعکظہ	محمد عبدالشکور عفا اللہ عنہ مدیر النجم لکھنؤ
خطیب مسجد جامع	نثار احمد عفا اللہ عنہ کانپوری
دین محمد عفی عنہ	خجندی
عبدالرزاق	عبدالکریم خان بقلم خود
عبدالقادر کھنکھٹے	سراج الدین احمد
قاضی غلام احمد تلیائی عفا اللہ عنہ	احمد حاجی صدیق کھتری

محمد فضل رحیم دہلوی عفا اللہ عنہ

تاریخ مناظرہ کے دو روز بعد حافظ عبدالمجید دہلوی نے پھر استدعائے مناظرہ کی مگر اس کا کچھ جواب نہ دیا گیا۔ ۲۰۔ ربیع الاول کو خود مولوی نثار احمد صاحب کا خط بنام حضرت مولنا صاحب مدیر النجم آیا جس مین انھون نے نقض عہد کر کے مناظرہ کی استدعا کی۔ پہلے ان کو بہت سمجھایا گیا مگر ان کا اور خجندی صاحب اور دوسرے رضاخانیون کا شورش انگیز اصرار بڑھتا گیا۔ طرفین سے کئی خط آئے اور گئے آخر اُسی طے شدہ مبحث پر مناظرہ کرنے کی دعوت مولنا صاحب نے منظور فرمائی مبحث کی تصریح بارہا ان تحریرات مین بھی ہوتی رہی بالآخر بتراضی طرفین مہائم شریف مین علامہ احمد بن محمد الشبلی معتمد سلطان مسقط و عمان کا مکان مقام مناظرہ تجویز ہوا اور ۲۷۔ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ بعد جمعہ وقت مناظرہ طے ہوا اور پانچ علمائے بمبئی حکم تجویز کیے گئے۔ جو خط و کتابت مولوی نثار احمد صاحب اور حضرت مولنا صاحب کے درمیان مین ہوئی حسب ذیل ہے :۔

خط اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہٗ

اما بعد قبل ازین ایک تحریر خوبصورت صلحنامہ جناب مولوی محمد یوسف صاحب کی جانب سے مرتب ہوئی اسمین بلا ضرورت بار بار کے اصرار سے میرے دستخط لیے گئے مجھے بیحد تعجب تھا مولوی عبد الشکور صاحب کے اصرار پر کہ میرے دستخط کیون لینا چاہتے ہین اس تحریری صلحنامہ کے رو سے ضروری تھا کہ مولوی عبد الشکور صاحب اور اُنکے اتباع صلحنامہ کی ہدایت پر کاربند رہتے۔ اور کوئی کارروائی ایسی ظاہر نہ کرتے جس سے کسی کی دل آزاری یا توہین ہوتی برخلاف فورًا ہی جابجا اسکی شہرت دیگئی کہ نثار احمد نے معافی مانگ لی اور مولوی عبد الشکور صاحب کے سُنّی ہونے کا اقرار کر لیا۔ آج ۱۹ ربیع الاول کے خلافت مین بھی مضمون اسی کے قریب قریب ہے۔ اور چونکہ نام درج نہ ہونے سے شبہہ قوی ہوتا ہے کہ مولانا کے ہوا خواہون مین سے کسی صاحب کا ہے۔ حالانکہ یہ سب افواہین قطعی جھوٹی ہین اور بہتان عظیم ہین والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثمًا مبینًا لہذا ضروری ہے کہ تفہیم ہو جائے۔

نیز مولنا عبد الشکور صاحب کی طرف سے معلوم ہوا کہ نثار احمد اپنی تحریر ہمارے پاس بھیجدین تو مین مناظرہ کے لیے تیار ہون چونکہ مین اُن مسائل کا جو سنیت اور وہابیت کے بابین مابہ الامتیاز قرار دیے گئے ہین معتقد ہون اور اپنے معتقدات کو ہر جلسۂ عام و خاص مین ہر ایک کے سامنے خواہ مولنا عبد الشکور صاحب ہون یا اور کوئی صاحب بیان کرنے کے لیے آمادہ ہون۔ بالخصوص آج بعد مغرب جبکہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ مولنا عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ اگر نثار احمد ہمارے پاس تحریر بھیجدین تو ہم اُنسے گفتگو کرنے کو تیار ہین۔ لہذا بذریعہ تحریر ہذا مین مولنا عبد الشکور صاحب کو مطلع کرتا ہون کہ آپ اپنے اقرار کے مطابق آمادہ ہو جائین اور جو مقام اور جن مسائل مین گفتگو کرنا چاہین اُس سے مجھے آگاہ کر دین۔

اگر جناب کو جگہ کے متعلق امن کی تشویش انگیز ہو تو جس جگہ کو آپ منتخب فرمائین۔ مگر عام جگہ ہو امید ہے کہ جناب والا بہت جلد اسکو منظور فرمائین اور تشویش علم اور خلجان عوام کو رفع

کرنے کی کوشش کریں بمبئی جیسے وسیع شہر میں عام اہل اسلام میں یہ نزاع و اختلاف بالکل غیر موزون ہے۔　نثار احمد عفا اللہ عنہ

جواب خط اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً　۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

قال اللہ عز و جل ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظلمون ـ

از عبد ناچیز محمد عبد الشکور عفاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کی خدمت میں بعد سلام مسنون واضح ہو آج خط آپ کا پہونچا جسکو پڑھکر بوجوہ چند سخت تعجب ہوا اولاً اس لیے کہ خلاف عادت نہ تو آپ نے سلام لکھا نہ عنوان خط حالانکہ یہ دونوں امر مسنون بھی تھے ثانیاً اس لیے کہ میں نے آپکے دستخط کے لیے ہرگز اصرار نہیں کیا۔ اصرار یا انکار کرنے والے دوسرے لوگ تھے ثالثاً اس لیے کہ صلح کے بعد پھر یہ خط کیسا ـ

حافظ عبد المجید کا خط جو میرے پاس کل آیا تھا اس کے جواب میں بیشک کہا گیا تھا کہ جناب مولوی نثار احمد صاحب اگر خط لکھیں گے تو اس کا جواب دیا جائیگا۔ خیال تھا کہ صلح کے بعد آپ ہرگز اس قسم کا کوئی خط نہ لکھیں گے نہ ایسے جھگڑوں کا افتتاح کریں گے ـ

اب بھی میرا خیال ہے کہ غلط افواہوں کی جھوٹی اطلاع آپ کو پہونچا کر لوگوں نے برانگیختہ کیا اور آپ نے ان افواہوں یا اخبار خلافت کے مضمون کا شبہ میرے یا میرے رفقا کی طرف کیا آپ خود خیال کیجیے کہ ایسی بدگمانیاں اہل علم و اہل دین کے لیے کہاں تک زیبا ہیں مجھے اور میرے رفقا کو نہ ان افواہوں کی خبر نہ اس مضمون کی یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم۔ آپ دیکھیے میرے متعلق اس قسم کی افواہیں آپ کے خاص لوگوں نے پھیلائیں جسکے گواہ موجود ہیں بلکہ گواہ تو کچھ اور بھی بیان کرتے ہیں عین مجلس صلح میں ان غلط افواہوں کے متعلق اطلاعی رقعہ میرے پاس آیا جو مولنا دین محمد صاحب نے آپ کو بھی دکھایا بلکہ بعض غلط باتیں حافظ عبد المجید کے خط میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ تازہ یہ کہ اخبار غیبی گولا میں بہت سی غلط اور خلاف تہذیب باتیں میرے متعلق شائع ہوئیں۔ مگر میں نے ان باتوں کی طرف بالکل التفات نہ کیا

نہ مین ایسی چیزون کی پروا کرتا ہون -

چونکہ معاہدۂ صلح پر میرے دستخط ہین اور اسکی پابندی شرعاً ضروری ہے اس لیے مین حتی الامکان اس کا لحاظ کر رہا ہون - اسی لیے مناظرہ کے متعلق جو باتین آپ نے لکھی ہین ان کا جواب بالفعل نہین دیا گیا ورنہ آپ جانتے ہین کہ لکھنؤ سے میرا آنا مناظرہ ہی کے لیے ہوا اس خط کے بعد جو رائے آپ کی ہو لکھیے اور اپنے جواب کا مجھے منتظر سمجھیے -

محمد عبد الشکور عفا عنہ - مدیر النجم لکھنؤ

([illegible] بمبئی)

خط دوم

۷۸۶

الدین النصیحۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

جناب مولوی عبد الشکور صاحب

بعد ما ہو المسنون واضح ہو کہ مین نے تمام افواہون کا یقین نہین کیا - اسی وجہ سے عنوان بھی نہین لکھا جب عنوان نہین لکھا تو سلام کا نہ ہونا قابلِ اعتراض نہین بلکہ دلیل میرے یقین نہ کرنے کی ہے -

صلح آپ کی اور آپکے فریق ثانی کی - اسی بنا پر آپ کا اصرار بیحد معنی خیز معلوم ہوتا تھا زیادہ تر تعجب اس امر کا ہے کہ لڑین آپ اور آپ کے مخالف اور تحریر طلب کرین مجھ سے -

بدگمانی نہایت مذموم بالخصوص جبکہ بلا وجہ وجیہ ہو - اور مجھ تک تو خبرین آپ کے خیر خواہون نے محض علم دوستی کی بنا پر متاثر ہو کر پہونچائین - پھر بھی مین نے احتیاط ہی سے کام لیا - جناب کی بدگمانی ایسی موید نہ ہوگی اور نہ ہونا چاہیے - کیونکہ نہ مین فریق اور نہ جتھا رکھنے والا - محض مسافر مدعو و مطلوب ہو کر حاضر ہوا ہون - البتہ علم و وعظ[1] کی وجہ سے اہل بمبئی تلطف فرماتے ہین اُن کو اللہ تعالٰے اسکا اجر مرحمت فرمائے -

دوستانہ و ناصحانہ مشورہ ہے کہ اگر آپ مسائل مختلفہ بین الوہابیہ و اہل السنۃ والجماعۃ مین ہم اہل سنت والجماعۃ کے عقیدہ و عمل کے مخالف نہین ہین تو دستخط فرما کر رفع شبہہ فرماوین

[1] اللہ اکبر آپ کو اپنے عالم و واعظ ہونے کا بھی زعم ہے - اسی متکبرانہ دعوے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مناظرہ مین ایسی ذلت ہوئی - علم کی حقیقت کھل گئی - ستم ظریفی نہ پہنا رہے نیسر شد کہ روزے زدستش درآئی بسر ۱۲

اور جس جگہ آپ کچھ بھی خلافِ عقیدہ عمل رکھتے ہون ظاہر فرما دین معاملہ آسانی سے ختم ہو جائے ورنہ حق و صداقت و نیز جناب کی تشریف آوری کا تقاضا بھی یہی ہے کہ لوگون کو بدگمانی سے محفوظ فرما کر اپنی تشریف آوری کی غرض کو پورا فرمائین۔

کیا جناب سے اس امر کے دریافت کرنے کی جرأت کر سکتا ہون کہ جو تحریر مولوی دین محمد صاحب نے بتلائی تھی وہ بھی معنی خیز تھی!

یہ تحریری رفتار زائد بدگمانی کو بڑھائیگی۔ خطرہ ہے کہ بعد کی صورتین غیر مفید ہی نہین بلکہ حضرت[1] رسان ثابت ہون۔ فقط نثار احمد عفا اللہ عنہ

جواب خطِ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً

امابعد ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کو بعد ماہو المسنون معلوم ہو اس وقت آپ کا خط بحالت انتظار پہونچا صلحنامہ پر دستخط کرنے کا اصرار پھر آپ نے میری طرف منسوب کیا اور لڑائی کی نسبت بھی میری طرف کی۔ اگر لڑائی اسی کا نام ہے کہ لوگون نے بیہودہ گالیان مجھے دین اور مین نے خاموشی اختیار کی تو خیر۔

اس قسم کی جس قدر باتین آپکے اس خط مین ہین انکو نظر انداز کر کے آپکے دوستانہ و ناصحانہ مشورہ کا جواب لکھتا ہون۔ الحمد للہ مین اہل سنت و جماعت ہون حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و علی اتباعہ کا مقلد ہون عقیدۃً و عملاً کسی طرح اہل سنت و جماعت کے خلاف کرنیکو جائز نہین سمجھتا جو لوگ میرے عقائد یا اعمال کو وہابیت کی طرف منسوب کرین وہ خود اپنا سنی ہونا انشاء اللہ تعالیٰ ثابت کر سکینگے۔

کسی کی بدگمانی کی مجھے کچھ پروا نہین نہ اس سے میرا کوئی نقصان جب میرے خلاف وہ فتوی نکالا گیا اور روافض نے اسکی طباعت و اشاعت مین خوب مدد[2] کی اس وقت تو مجھے اسکا کچھ خیال نہ ہوا تو اب کیا خیال ہو سکتا ہے جبکہ عوام پر بھی حقیقتِ حال منکشف ہو چکی اور کسی سمجھدار کو میری طرف سے کوئی بدگمانی باقی نہین رہی مسلمانونکو جو کچھ بدگمانی ہے وہ میرے مخالفین کی طرف سے ہے کہ وہ لوگ خواہ مخواہ مسلمانون کو کافر و وہابی کہکر مسلمانون مین تفرقہ اندازی کرتے ہین۔ غلط فتوے دیگر غلط مسائل بیان کر کے

---

[1] اس دھمکی سے جن عامیانہ و اوباشانہ حرکات کا خوف دلانا مقصود تھا وہ بعد مین ظاہر ہوا۔ مگر اب سوچین کہ وہ حرکات کس کے حق مین مضرت رسان ثابت ہوئین ۱۲

[2] علاوہ ان مالی امدادون کے جو بمبئی کے پیشہ ور واعظون کو دین روافض نے یہ بھی کیا کہ اپنے اخبار و رسائل مین مثل اصلاح و درنجف کی اس فتوے کو شایع کیا لاہور و لکھنؤ کے روافض نے بصورت پوسٹر اپنا زر کثیر صرف کر کے چھاپا اور خوب شایع کیا۔ شاباش۔ شاباش ۱۲

گمراہی پھیلاتے ہین خدا سے نہین ڈرتے۔ دین و دیانت کو چند زخارف دنیا کے عوض مین فروخت کیا کرتے ہین لہٰذا بدگمانی رفع کرنے کی ضرورت اگر ہے تو میرے مخالفین کو نہ مجھکو۔

اس خط مین آپ نے مناظرہ کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کوئی صاف بات نہین لکھی حالانکہ اصل چیز یہی تھی لہٰذا مین پھر آپ کو لکھتا ہون کہ اگر آپ مناظرہ کرنا نہ چاہین جیسا کہ معاہدۂ صلح کا مقتضا ہے تو ویسا لکھیے اور اگر بدگمانی رفع کرنے کی ضرورت میرے مخالفین کو مناظرہ پر مجبور کرتی ہو اور آپ پر اُن کی خواہش کا پورا کرنا لازم ہو تو صاف صاف لکھیے تاکہ بدعہدی کے الزام سے مین بری رہون۔ آپ کے صاف صاف لکھنے کے بعد فوراً آپ کو مقام مناظرہ تجویز کرکے اطلاع دونگا کیونکہ اس تجویز کا اختیار آپ مجھے دے چکے ہین اور بحث تو معین ہو ہی چکی ہے بس اب دیر نہ ہونا چاہیے اور تحریر کا سلسلہ بھی ختم فقط

محمد عبدالشکور عفا عنہ مدیر النجم لکھنؤ از دفتر انجمن اہل سنت جماعت بمبئی۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

خط سوم

هو الحکیم

سراپا کرم جناب مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ بعد ماوجب

حسب اجازت حضرت مولانا نثار احمد صاحب[1] آپکا مراسلہ خط دیکھا گیا۔ مولانا کل صبح بمبئی واپس تشریف لائینگے واقعہ یہ ہے کہ نہایت خندہ پیشانی سے ہم نے ۱۸ تاریخ کا ہی مختصر مجمع مین مناظرہ طے کیا اور اسکے بعد صرف بندش اشتہار[2] پر صلح کرلی تھی۔ اور اس فیصلہ کو مینے آپ ہی کی رائے پر موقوف رکھکر ایسا کیا تھا لیکن "صلح گاہ" سے باہر آتے ہی آپ کے گروہ کی غلط افواہون نے پریشان کردیا حتی کہ خلافت اخبار مین خلاف واقعہ یہانتک لکھدیا کہ مولوی عبدالقادر صاحب کشکھٹے نے ہماری جماعت کو مفسد قرار دیکر ڈانٹا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

بہرصورت بحالت موجودہ مناسب یہی ہے کہ:-

عبدالعزیز صاحب کے نام سے چھپے ہوئے اشتہارون مین دوبار مناظرہ کی تحریک پر توثیق، اور آپکے اس قول کی تصدیق کہ مین تو مناظرہ کے لیے آیا ہون، اُسی وقت ہو سکتی ہے کہ جب آپ مناظرہ کر گذرین۔ آپ آج کی شب گذرنے کے بعد جو تاریخ جو وقت جو جگہ جو حکم مقرر فرمائین اُس کو تعویق مین نہ ڈالیے، حضرت راس المفسرین مولانا حافظ قاری نثار احمد صاحب مد مجدہم کانپوری مفتی اعظم آگرہ یقیناً

[1] سنا گیا ہے کہ مولوی نثار احمد صاحب احمد آباد چلے گئے تھے۔ ۱۲ الٰہی بخش

[2] مگر اخبار غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء مین ان الفاظ بندش مناظرہ کا بھی اقرار کیا ہے "آخر کار فیصلہ یہ ہوا کہ مناظرہ اور اشتہار بازی بند" سچ ہے دروغ گورا حافظہ نباشد ۱۲ الٰہی بخش

اس کے لیے تیار ہین۔

اس سے بہتر کیا ہے کہ معاملہ یکسو ہوجاے اور روز کی چپقلش سے نجات ملے۔

آپ کے خط کا لفظی جواب تو مولانا ہی پر چھوڑتا ہون۔نفس مسئلہ کے متعلق مینے جو کچھ لکھا ہے۔ متوقع کہ جناب اس مین تامل کیے بغیر جلد از جلد تعین سے مطلع فرمائین گے۔

منتظر۔خجندی۔ ۲۳۔ربیع الاول شریف۔ ہلال منزل بمبئی نمبر ۳

جواب خط سوم

باسمہ تعالےٰ حامداً ومصلیاً

امابعد۔ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کو بعد ما ہو المسنون معلوم ہو۔میرے خط کا جواب آپ کی طرف سے مولوی نذیر احمد صاحب خجندی نے عنایت فرمایا جسکی نقل منسلکہ ہذا ہے چونکہ آپ آگے ہونگے لہذا اسکا جواب آپکے نام بھیجا جاتا ہے۔

مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہر خط مین غیر متعلق وغیر واقعی باتین لکھکر طول دیا جاتا ہے۔مثلاً یہ کہ طرف بندش اشتہارات پر صلح ہوئی تھی حالانکہ صلحنامہ مین "ترک مناظرہ" کا لفظ موجود ہے اگر ایسا نہوتا تو مین مناظرہ کی منظوری کو خلاف عہد سمجھکر اسمین پس وپیش نہ کرتا۔اور مثلاً یہ کہ بندش اشتہارات میری رائے یا خواہش سے ہوئی حالانکہ مین اسکی مخالفت کرتا رہا اسکو بے نتیجہ کہتا رہا میرا اصلی مطالبہ تو یہ تھا کہ میرے خلاف جو فتوے نکلا ہے یا تو اسکی صحت ثابت کیجائے یا تحریراً معافی مانگی جائے۔مگر مولوی محمد یوسف صاحب کے فرمانے اور خجندی صاحب کے اصرار سے مصالحت مذکور کو مین نے قبول کرلیا۔اور مثلاً یہ کہ میرے رفقا نے غلط افواہین اڑائین حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اسکا کوئی ثبوت نہین دیا جاسکتا۔اخبار خلافت کے مضمون کا کوئی تعلق مجھ سے یا میرے رفقا سے نہین۔کھٹکھٹے صاحب کا آپ کی جماعت کو ڈانٹنا وغیرہ میرے بمبئی پہونچنے سے ایک روز قبل کا واقعہ ہے۔البتہ ہمارے پاس زبردست شہادتین موجود ہین کہ آپ نے اور آپ کے ذمہ دار لوگون نے خلاف معاہدۂ صلح کارروائیان کین اور غلط افواہین مشہور کرنیکی کوشش کی مگر آپ چونکہ عام طور پر مسلمانان بمبئی کو میرے مخالفین کی صداقت کا تجربہ ہوچکا ہے اسلیے یہ کوشش ناکام رہی آپ چاہینگے تو مجلس مناظرہ مین ہم ان شہادتون کو پیش کرکے باقاعدہ ثبوت دینگے جس سے بہت سے مخفی رازون کا انکشاف ہوگا مناظرہ کے لیے آپ کی طرف سے باربار زور دیا گیا اور اب منظور کرنے مین نقض عہد کا الزام مجھ پر نہین آسکتا لہذا مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ مناظرہ مجھے منظور ہے نہ بقول جناب خجندی صاحب کے

اپنے قول کی تصدیق کے لیے چند صاحبوں کی نظر میں میرے قول کی تصدیق ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا بلکہ محض آپ صاحبوں کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دینے کے لیے اور حجت تمام کرنے کے لیے ۔ واقعہ یہ ہے کہ مین مناظرہ ہی کے لیے لکھنؤ سے بلایا گیا ۔ مگر یہاں آکر دیکھا کہ مصالحت کی کوشش ہو رہی ہے تو مین بھی اس سے متفق ہو گیا ۔ اب چند غلط اور بے اصل افواہون کی بنیاد پر آپ مناظرہ کے لیے اصرار کر رہے ہین اس کو بھی منظور کرتا ہون ۔ بحث معین ہو چکا ہے مکان بھی آج شام تک انشاء اللہ تجویز ہو جائیگا ۔ حکم کے لیے گو مجھے اختیار دیا گیا ہے مگر مین چند نام علمائے بمبئی کے لکھتا ہون انھین سے جس کو آپ چاہین منتخب کر لین ۔ اسکے بعد فریقین اُن سے درخواست کرین ۔ براہ کرم اب دیر نہ ہونی چاہیے اور بقیہ مراحل جلد از جلد طے کر کے مناظرہ شروع ہو جانا چاہیے

اسمائے گرامی حضرات علما برائے انتخاب

(۱) جناب مولٰنا مولوی عبد المنعم صاحب بافلطہ جو بوجہ جامع مسجد کے امام ہونے کے تمام مسلمانان بمبئی کے مقتدا ہین ۔

(۲) جناب مولانا مولوی معین محمد صاحب جن کو آپ لوگون نے اپنے پمفلٹ مطبوعہ مین حقانی فیصلہ سُنانے والا لکھا ہے ۔

(۳) جناب سید احمد صاحب صاحبزادہ نقشبند بلاگردان جنکو آپکے تمام لوگ واجب الاحترام بزرگ مانتے ہین

(۴) جناب مولانا قاضی غلام محمد صاحب تلیائی جو جامع مسجد بمبئی کے مدرسۂ عربیہ مین مدرسِ اعلیٰ ہین ۔

(۵) جناب مولانا احمد بن محمد الشبیلی جو ایک اسلامی فرمانروا کے معتمد اور مشہور ذی علم ہین ۔

محمد عبد الشکور عفا عنہ مدیر النجم لکھنؤ ۔ ۲۴ ربیع الاول ۴۲ھ

خط چہارم

جناب مولوی عبد الشکور صاحب[۱]

بعد ما ہو المسنون گذارش ہے کہ چند کرمفرما احمد آباد مجبور فرما کر لیگئے جہان دو روز گذرے ۔ آپ کا مرسلہ خط جو میرے خط کے جواب مین آپ نے تصور فرمایا پہونچا تھا ۔ میری غیر موجودگی مین انصاف اور غور سے نظر ثانی فرمالین تو شاید آپ بھی اُسکو جواب فرمائین گے ۔ بہرحال صاف صاف تحریر وہ نہ تھی تو اس کو تصور فرما لیجیے ۔ اور مسائل سبعہ قیام مولد ۔ ندا غیر اللہ ۔ سماع اموات بزرگان دین کے عرس کی شرکت کا جائز ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم غیب ما کان و مایکون ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ممتنع ہونا اور باری تعالے کا کذب ممتنع بالذات ہونا جو مذہب

[۱] اثنائے بیان سے نقل ... گرانی کے سبب سے یہ مضمون ... شائع نہیں ہوا ۱۲

امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُنکے اتباع اہل سنت والجماعۃ ہے۔ آپ اگر موافق نہون تو مناظرہ فرما لیجیے۔ اور بد عہدی کے الزام سے نہ ڈریے عہد آپ کا اور آپ کے مخالفون کا اشتہار بازی روکنے پر تھا جب ہی تو آپ کے اصرار پر جو میرے دستخط لینے پر تھا متعجب ہون اور اسی وقت سے اور لوگون کو بھی تعجب تھا۔ لیکن پہلے خلاف عہد آپ لوگون کی جانب سے چھپکر شائع ہوا۔ واللہ اعلم محض شبہ ہی ہے اور نام ظاہر نہ کرنے سے شبہہ قوی ہوتا ہے آمین مجھسے کوئی سروکار نہین جناب کو اپنا اصرار فرمانا یاد نہین رہا کیا اسکے لیے شہادت کی ضرورت ہوگئی ؟

جن لوگون نے آپکو گالیان دین یا جنکو آپ نے یا آپ کے محبون نے دین اُسکا گلہ مجھسے بیکار ہے۔ مین کسی کا حاکم نہین اور جب آپکو بدگمانی کی پروا نہین تھی اور نہ اب ہے تو کس گلہ کا اظہار تھا وقت جامع مسجد مین آپنے اپنی موافقت خود امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ اور اُنکے اتباع اہل سنت والجماعت سے ظاہر فرمائی سچے علما کی شان یہ ہے کہ مسائل مذکورۃ الصدر سوال مین قلمبند فرما کر الجواب لکھکر دستخط فرما دین اگر موافق ہون اور اگر کسی مسئلہ مین مخالفت ہو تو اسکو ظاہر فرما دین اور انھین مسائل متنازعہ مین مناظرہ ہو رہا حکم کا معاملہ جن لوگون کو آپ نے اپنا حکم بنانا منظور فرمایا ایک ہون یا سب منظور ہے۔ جلسہ کی نسبت اس قدر عرض ہے کہ وسیع ہو کہ لوگون کو شرکت مین آسانی ہو۔ اور کل ہی ورنہ پرسون تک جبکہ معاملات طے ہوچکے ہین مناظرہ ہوجائے۔ دین اور اظہار حق مین تاخیر مفید نہین فقط

نثار احمد عفا اللہ عنہ — ۲۵ ربیع الاول چہارشنبہ

جواب خط چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدًا ومصلیا ومسلما

امابعد ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کو بعد سلام مسنون واضح ہو۔ کل بعد انتظار کے جب آپ کے یہان سے جواب خط نہ آیا تو تقاضا کے لیے مولوی عبد الرزاق صاحب عبد الکریم خان صاحب وغیرہما کو ملنے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جلد جواب دیجیے اور بقیہ مراحل جلد سے جلد طے کرکے مناظرہ شروع کر دیجیے آپکی طرف سے شام کا وعدہ کیا گیا کہ شام تک جواب ضرور بھیج جائیگا مگر افسوس کہ یہ عہد بھی ٹل گیا آج اس وقت تقریبًا ۹ بجے صبح کو آپ[1] کا جواب ملا جس کو پڑھکر بڑا افسوس ہوا معلوم ہوا کہ مناظرہ کرنا منظور نہین تھا صرف وقت گذاری اور زبانی اظہار آمادگی سے اپنے لوگون کی دلداری منظور تھی اور بس — آج خط مین آپ مسائل سبعہ کا ذکر کرتے ہین اور اس پر مناظرہ کی درخواست کرتے ہین اور ابتک آپ کو

[1] اس جواب پر تاریخ آپ نے ۲۵ ربیع الاول لکھی اور بھیجا ۲۶ کو اسکا کیا سبب ۱۲ منہ

یہ بھی خبر نہین کہ ان مسائل سبعہ مین میرا مسلک کیا ہے لہذا مناظرہ سے پہلے میرا مسلک دریافت کرتے ہین

حضرت! اصل مناظرہ اس پر ہے کہ آپکے لوگون نے میرے متعلق جو فتوے دیا ہے اس فتوے کی صحت ثابت کرنا آپ کے ذمے ہے یہ بحث مدتون سے متعین ہے۔ ۲۴ ربیع الاول کو فریقین نے اسی کو طے کیا ہے تحریر دستخطی فریقین خود آپ کے فریق کی چھاپی ہوئی موجود ہے اور بار بار پہلے آپ کو لکھا جا چکا۔ لہذا اب کسی دوسرے بحث کی طرف رجوع کرنا بد ترا ز فرار نہین تو کیا ہے؟ اسی مبحث پر آپ کا مناظر ہونا حافظ عبد المجید دہلوی اپنے مطبوعہ اشتہار خرد مین شایع کر چکے ہین۔

اب یہ آخری اطلاع آپکو دیجاتی ہے اسکے بعد نہ آپکو کوئی خط بھیجا جائیگا نہ کسی خط کا جواب دیا جائیگا۔ حکم آپ منظور کر چکے مقام کی تجویز کا مجھے اختیار دیچکے۔ لہذا کل بعد نماز جمعہ ٹھیک ۲ بجے بمقام ماہم جناب مولانا احمد بن محمد شبیلی معتمد سلطان مسقط کے مکان مین آپ تشریف لے آئین اپنے مہذب اور سمجھدار لوگون کو بھی اپنے ساتھ لاوین مکان وسیع ہے۔

آپ اس فتوے کی صحت از روے فقہ حنفی و دلائل کتاب و سنت ثابت فرمادینگے تو مین انشاء اللہ تعالے اسی مجمع مین توبہ کرونگا اپنا توبہ نامہ اپنے دستخط سے طبع کرا کر شائع کرونگا اور اگر آپ اس فتوے کا صحیح ہونا نہ ثابت کر سکے اور یقینا ہرگز ہرگز نہ ثابت کر سکین گے تو اس فتوے کا جھوٹا ہونا اور اپنے مولوی صاحبان کو جھوٹے فتوون کا دینے والا آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا اور ایک اقرار نامہ دستخطی دینا پڑیگا توبہ کرنے نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے بس اب اس خط کا جواب نہ بھیجیے مقام مذکور مین تشریف لاکر مناظرہ کیجیے جب تک سلسلۂ بحث چلیگا مناظرہ قائم رہیگا۔ ہان مبحث مذکورہ کے طے ہوجانے کے بعد آپ کے مسائل سبعہ پر بھی بحث منظور ہے انشاء اللہ تعالے اس مناظرہ مین ناواقفون کی آنکھین کھل جائینگی اور رضاخانی صاحبون کے دعوے سنیت و حنفیت کی حقیقت عالم آشکار ہو جائیگی فقط

محمد عبد الشکور عفا عنہ مدیر النجم لکھنؤ

از دفتر انجمن اہل سنت و جماعت بمبئی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ

مکرر یہ کہ جناب مولانا شبیلی صاحب کے مکان کے قریب ایک دوسرا مکان اس سے بھی بہت زیادہ وسیع موجود ہے اگر ضرورت ہوگی تو وہ مکان بھی مل سکتا ہے۔

محمد عبد الشکور عفا عنہ

باوجود اس امر کے کہ چند مخصوص اہل علم اور سمجھدار حضرات کو جلسہ مین ساتھ لانے کی دعوت تھی

اور بحث مناظرہ اُسی فتوائے کفر کا ثبوت دینا قرار پایا تھا مگر رضاخانیوں کو چونکہ اپنی حقیقت معلوم تھی اور وہ مناظرہ کے بہانہ سے ایک بڑے ہنگامہ کا تہیا کر چکے تھے لہذا اس غرض کے پورا کرنے کے لیے بڑی تیزی کے ساتھ انھوں نے شب جمعہ کو ضمیمہ غالب کی شکل میں ایک اشتہار شائع کیا عوام الناس کو شرکت جلسہ کا اشتعال دلایا اور بحث کے بدلنے کی کوشش اور علمی مباحث کو جاہلانہ خصومت بنانے کی تدبیر کی اور اندر اندر جو کچھ تیاریاں کیں وہ واقعات آئندہ سے ظاہر ہیں اُسی وقت راتوں رات ہمیں بھی اس اشتہار کا جواب دینا پڑا جو حسب ذیل ہے :-

باسمہ تعالے حامداً و مصلیاً

مناظرہ بمبئی کی سچی اطلاع

چونکہ نجدی صاحب کی طرف سے اس مناظرہ کے متعلق ایک غلط اشتہار ضمیمہ غالب کی شکل میں بڑی تیزی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے جسکا مقصود سوا اسکے کہ لوگوں میں ایک اشتعال پیدا ہو اور کچھ نہیں معلوم ہوتا اس لیے یہ اطلاع شائع کیجاتی ہے ورنہ شاید ہم مناظرہ کے بعد بھی کوئی اشتہار نہ چھاپتے۔

(۱) مصالحت کے بعد ہرگز مولنٰنا محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم نے دعوت مناظرہ نہیں دی بلکہ مولوی نثار احمد صاحب نے خلاف معاہدہ صلح مناظرہ کے لیے سختی کے ساتھ اصرار کیا۔ مولنٰنا محمد عبد الشکور صاحب نے بڑی نرمی کے ساتھ معاہدۂ صلح پر قائم رہنے اور ترک مناظرہ کی استدعا کی چنانچہ خط و کتابت جو آئندہ شایع ہوگی اس سے ظاہر ہو جائیگا۔

(۲) مولوی نثار احمد صاحب کا اصرار جب بہت زیادہ ہوا اور خط و کتابت کی طوالت کو ایک آلہ بنایا گیا تو آج مولوی نثار احمد صاحب کو ختم کن تحریر بھیجی گئی۔

(۳) مقام مناظرہ مولوی نثار احمد صاحب کی رضامندی سے مقرر ہوا اور حسب ذیل پانچ حضرات اُن کی رضامندی سے حکم قرار پائے :-

جناب مولنٰنا محمد عبد المنعم صاحب باعنائطہ خطیب مسجد جامع بمبئی -

جناب مولنٰنا دین محمد صاحب

جناب سید احمد صاحب صاحبزادہ نقشبند بلاگردان

جناب مولنٰنا احمد بن محمد الشیبی صاحب معتمد سلطان مسقط و عمان

جناب مولانا قاضی غلام محمد صاحب تلیانی مدرس اعلی مدرسہ محمدیہ بمبئی

(۳) بحث یہ ہے کہ جو فتوےٰ تقویۃ الایمان کا جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم کے خلاف رضاخانی صاحبوں نے شایع کیا ہے اور فریق ثانی تسلیم کر چکا ہے کہ یہی فتوے بنیاد نزاع ہے اس فتوے کا از روے فقہ حنفی صحیح ہونا مولوی نثار احمد صاحب ثابت کریں بحث بہت دنوں سے معین ہو چکی ہے ۔ ۳۰ ربیع الاول کو فریقین کے ذمہ دار لوگوں نے اسی بحث پر متفقہ تحریر لکھکر دستخط کیے اور خود فریق ثانی نے اسکو اخبار رسالت مورخہ ۱۹ ربیع الاول میں چھاپا ۔

(۵) مذکورہ بالا واقعات باہمی خط و کتابت کے مطابق ہیں ۔

(۶) خجندی صاحب کے اشتہار میں جن سات مسائل کو بحث قرار دیا گیا ہے بالکل غلط ہے چونکہ اس فتوے کی صحت کا ثابت کرنا رضاخانی صاحبوں کے امکان سے باہر ہے اس لیے بحث بلکہ راہ فرار تجویز کر رہے ہیں ان سات مسائل کا بیان تذکرہ بھی نہیں تھا فتوے مذکورہ کی بحث طے ہونے کے بعد ان سات مسائل پر بھی بحث ہم کو منظور ہے انشاء اللہ ان سات مسائل میں جس وقت اصلی مذہب رضاخانیوں کا ہم دکھا دیں گے اس وقت آنکھیں کھلیں گی کہ ان لوگوں نے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر توہین کی ہے ؟ ظاہر کچھ اور ہے باطن کچھ اور ہے ۔

(۷) مناظرہ تاریخ ۲۰ ربیع الاول کو بعد نماز جمعہ مقام ۔۔۔ ہوگا چند مخصوص اہل علم و فہم حضرات شریک ہوں گے جو مدعو کیے گئے ہیں فریقین کی تقریریں مع فیصلہ حاکم صاحبان بغرض ناظرین کے شائع ہو جائیں گی کوئی اشتہار کوئی تحریر جس پر حکم صاحبان کے دستخط نہ ہوں قابل اعتبار نہ سمجھی جائے ۔

فقط

خادم الاخیار و حضیر ۔۔۔ محمد

اس موقع پر جناب مولوی عبدالقادر صاحب کھکھٹے بی اے ایل ایل بی ناظر جامع مسجد و دیگر معزز احباب بمبئی کے مخلصانہ مشورہ اور ان کی سچائی کا اعتراف کرنا چاہیے ۔ انھوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ لوگ مناظرہ ہرگز نہ کر سکیں گے ہاں دو چار حرکتیں کریں گے جس سے وہ ہادی ہیں ۔ مولوی حافظ ۔۔۔ صاحب سابق اڈیٹر خلافت نے اپنے اخبار اتحاد بمبئی میں ایک مضمون میں بہت مشورہ دیا جس کو ہم بشکریہ درج ذیل کرتے ہیں اخبار انصاف بمبئی نے بھی ایک عمدہ مفصل مضمون اس پر لکھا مگر چونکہ وہ گجراتی زبان میں ہے اس لیے اسکے درج کرنے سے معذوری ہے ۔ جزاہ اللہ خیرا ۔

سلے ۔۔۔ انتظامی ضروریات کے سبب آپنے چند روز کے لیے اڈیٹری کے بجائے دفتر کی منیجری اختیار کی ہے ۱۲

بمبئی کا مناظرہ

فی زمانہ مناظرہ دراصل نفاق کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اور مناظروں کا چیلنج بعض وقات اُن لوگوں کی طرف سے دیا جاتا ہے جو مذہبی معلومات سے قطعاً بے بہرہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ چند روز ہوئے بمبئی میں مناظرے کی بہت گرم افواہیں پھیلیں۔ یہ تو پہلے سے معلوم تھا کہ مناظرے کی نوبت نہیں آئیگی اور کسی نہ کسی پہلو سے حیلہ تلاش کر کے مناظرہ ملتوی کردیا جائیگا۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنؤ جیسے دور دراز مقام سے محض چیلنج کے جواب میں بمبئی تک آئے ہیں تو بہت حیرت ہوئی۔ غالباً یہ مولانا کے حامیوں کی غلطی تھی کہ محض مناظرے کی خاطر انھیں دور دراز سفر کی تکلیف دی۔ بہرکیف یا امر باعث اطمینان ہے کہ بغیر لٹھ بندیوں اور گالی گلوج کے مظاہرہ کے مناظرہ ملتوی قرار پایا۔ اور بعض لوگوں کی شر انگیز ریشہ دوانیاں کارگر نہیں ہوئیں۔

مولانا عبدالشکور صاحب اور اونکے معتقدین ایک بڑی غلط فہمی میں مبتلا معلوم ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ مناظروں سے اونکو وہابیت سے نجات مل جائیگی حالانکہ بمبئی میں وہابیت کے الزام کا تعلق عقائد سے نہیں بلکہ براہ راست روٹیوں سے ہے جن لوگوں میں محنت کر کے معاش حاصل کرنے کی قابلیت نہیں وہ ہزاروں منطقوں اور لاکھوں دلائل سے بھی فتنہ پردازی سے باز نہ آئیں گے اگر بمبئی سے فی الواقع یہ بلا دور کرنی ہے تو اس کی صرف دو صورتیں ہیں۔ یا تو یہاں کے تمام مولوی نما حضرات کو جبراً کسی مل یا ورکشاپ میں چند گھنٹے روزانہ کام سکھایا جائے تاکہ یہ اکل حلال کمانے کے قابل ہو جائیں۔ ورنہ دوسری صورت یہ ہے کہ یہاں کے سیٹھوں کے لیے شبینہ مدارس کھول کر دو گھنٹے روزانہ جبراً پڑھایا جائے تاکہ ذرا تو آنکھ کھلے۔ اور مولویوں کے دام فریب کو پہچاننے کے قابل ہو جائیں۔ اگر یہ نہیں تو ہمیں میدان ہی کوئے، یہی شکار گاہ رہیگی اور یہی شکاری مولوی جو تعلیم یافتہ لوگوں کو کافر بنا بنا کر اپنا شکار پھانستے رہیں گے

(اتحاد بمبئی ۲۲ ربیع الاول ۳۲ھ)

کیفیت جلسۂ مناظرہ

۲۷ ربیع الاول کو بمبئی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھکر حسب قرارداد چند مخصوص لوگ بعیت

حضرت مولنا صاحب مدیر النجم مع ہمراہیان تشریف لے گئے وہان جا کر کیا دیکھتے ہین کہ سارے مکان پر رضاخانیون نے قبضہ کر رکھا ہے دریافت سے معلوم ہوا کہ علامہ شبلی صاحب نماز جمعہ پڑھکر مسجد سے لوٹنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کی غیبت مین بغیر اُنکی اجازت کے یہ سب لوگ اُنکے مکان مین داخل ہو گئے تھے۔ آیت قرآنی لا تدخلوا بیوتاً حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا (ترجمہ مت داخل ہو کسی گھر مین یہان تک کہ اجازت طلب کر لو اور اُسکے رہنے والون کو سلام کرو) کا بھی خیال نہ کیا سچ ہے بجا رضاخانی وہی ہے جس کا ہر فعل قرآن و حدیث و فقہ کے خلاف ہو۔ صاحب خانہ بھی پریشان ہین۔ رضاخانی مولوی بریلی بدایون سے بھی آئے ہوئے تھے۔ انکے علاوہ غنڈون کی تعداد کثیر جنکا اندازہ تقریباً ڈھائی تین سو سے کم نہین کیا جا سکتا مکان کے اندر و باہر جمع ہے اور اُنکی شکلین اُنکی نیتون کی خبر دے رہی ہین۔ بہزار مشکل حضرت مولنا صاحب مع اپنے چند ہمراہیون کے مکان کے اندر جا سکے اور بہت دقت سے ان کو رضاخانیون کے درمیان مین بیٹھنے کی جگہ مل سکی۔

مجوزہ حکم صاحبان مین سے اُس وقت تک صاحب خانہ کے علاوہ صرف جناب مولنا دین محمد صاحب پہونچے تھے کہ رضاخانیون نے شور کرنا شروع کیا کہ صرف مولانا شبلی بانی ہین وہی اکیلے حکم ہو جائین اور مناظرہ شروع ہو جائے ہم لوگ تو ابتدا ہی سے نہ کسی بات پر اصرار کرتے تھے نہ کسی فتنہ و فساد سے آگاہ تھے نہایت کشادہ دلی سے اس پر بھی تیار ہو گئے۔

اب سنیے مناظرہ شروع ہوتا ہے

مولوی نثار احمد صاحب - ان سات مسائل کے متعلق آپ ہمارے ساتھ متفق ہین یا نہین ہان یا نہ کہدیجیے کیونکہ یہی سات مسائل ہمارے اور وہابیون کے درمیان مابہ الامتیاز ہین۔

مولوی نثار احمد صاحب کے اس کہنے پر احمد مختری صاحب اور دوسرے رضاخانی مولوی و غیر مولوی ایک آواز ہو کر بولے کہ ہان ہان بس اسی پر فیصلہ ہے۔

جناب مولنا صاحب - ان سات مسائل پر اور جتنے مسائل پر آپ چاہین بحث ہو سکتی ہے مگر پہلے اس مسئلہ کا تو فیصلہ کر لیجیے جس کو ان موجودہ نزاعات کی بنیاد آپ لوگ بھی جلسۂ صلح مین تسلیم کر چکے ہین اور بتراضی طرفین وہی بحث اس مناظرہ کا ہے۔ اسی کے لیے آج کا جلسۂ مناظرہ قائم ہوا ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب اپنے تراشیدہ سات مسائل پر گفتگو کرنے کے لیے اڑ گئے اور جو بات وہ کہتے تھے تمام رضاخانی یکدم اُسکی تائید مین شور مچا دیتے تھے۔

علامہ شبلی صاحب حکم۔ مولنا صاحب سے۔ وہ مسئلہ کیا ہے جس کا فیصلہ ہونا چاہیے؟
جناب مولنا صاحب۔ چند مطبوعہ اشتہارات ہاتھ میں لیکر۔ آج سے سات برس پہلے مولوی احمد رضا خان صاحب اور انکی جماعت نے میرے متعلق یہ فتوے دیے جسمین کوئی خراب لفظ میرے لیے استعمال کرنے مین کمی نہین کی۔ وہابی۔ غیر مقلد۔ فاسق معلن مستحق کفر سب ہی کچھ لکھ ڈالا۔ اور بمبئی کے ایک شخص نے اس فتوے کو بعنوان اشتہار حجب الانظار چھاپ کر شائع کیا جو اب تک رفض کے جماعت خانہ مین سیشہ کے اندر آویزان ہے پھر تین سال ہوے اسکا حرف بحرف خلاصہ کرکے حافظ عبد المجید دہلوی کے نام سے شائع ہوا یہ لیکر دونون اشتہار آپ نے پیش کیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے اس فتوے کا صحیح ہونا از روئے فقہ حنفی ثابت کیا جائے۔ اسکے بعد کسی دوسری بحث کے اٹھانے کا حق ہو سکتا ہے۔
علامہ شبلی صاحب۔ یہ فتوے کس بنیاد پر آپ کے متعلق دیا گیا تھا؟
جناب مولنا صاحب۔ بنیاد انھین صاحبان سے پوچھیے اس فتوے پر گو مولوی نثار احمد صاحب کے دستخط نہ تھے مگر وہ وکالۃً انھین فتوے دینے والون کی طرف سے مناظر تھے علاوہ اسکے نجندی صاحب جو اس فتوے پر دستخط کرنے والے ہین اس مجمع مین موجود تھے۔
علامہ شبلی صاحب۔ فریق ثانی کے سکوت کو دیکھکر۔ آپ ہی بنیاد کو بیان فرما دیجیے۔
جناب مولنا صاحب۔ بنیاد یہ ہے کہ مینے اپنی کتاب علم الفقہ کی جلد دوم مین لکھا ہے کہ مذاہب اربعہ کے مقلدین باہم ایک دوسرے کے پیچھے اقتدا کر سکتے ہین اور صحت اقتدا کے لیے صرف رائے امام شرط ہے مقتدی کی رائے کا شرط ہونا صحیح نہین غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے۔ حاشیہ مین یہ بھی لکھا کہ جو غیر مقلد ہمارے امام اعظم کی بدگوئی کرتے ہین وہ فاسق ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ یہی فاسد بنیاد ہے جسکے لیے یہ فتوے شائع کیا گیا۔
سیٹھ سلیمان قاسم متھا جن کو رضا خانی محض اسی کام کے لیے لائے تھے اٹھ کھڑے ہوے اور چند غنڈون کی مدد سے جلسہ مین ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی۔ اس قدر سخت اور نالائق الفاظ مولنا صاحب کی شان مین استعمال کیے کہ آج ان کے خیال سے ہمارے دل کانپتے ہین۔ سیٹھ صاحب کے دست و بازو امیر خان صاحب بھی موجود تھے۔ سیٹھ صاحب وہی ہین جنھون نے مسلم لیگ کے جلسہ بھی منعقدہ بمبئی [illegible] پٹھان غنڈون کی مدد سے درہم برہم کر دیا تھا المختصر وہ طوفان بے تمیزی برپا ہوا کہ تھوڑی دیر کے لیے جلسہ درہم برہم ہو گیا لوگ منتشر ہو گئے۔ قریب تھا کہ وہ کارروائی شروع ہو جائے جسکے لیے رضا خانی لوگ تیار ہو کر آئے تھے۔ بارے خدا خدا کرکے تسکین دلا کر لوگون کو روکا گیا اور مولنا صاحب کے حلم و صبر نے بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کیا ہم اوس وقت دیکھ رہے تھے کہ مولنا صاحب

اس وقت نہایت استقلال کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے چہرہ پر شکن بھی نہ تھی یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ یہ گالیاں کس کو دیجا رہی ہیں آپ نے صبر کیا اور ہم لوگ بھی مجبوری میں خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ادفع بالتی ہی احسن پر عمل کرنے کی توفیق دے مگر یاد رہے کہ اللہ عزیز ذو انتقام۔

علامہ شبلی صاحب نے جلسہ پر اپنا قابو نہ پا کر رفع شر کے لیے عفا اللہ عما سلف پڑھکر چاہا کہ دونوں کو بلادیں سلیمان قاسم میٹھا پھر کھڑے ہوگئے اور علامہ موصوف کی شان میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں نقل کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی آپکا علم و صبر بھی کچھ کم قابل ستایش نہیں سچ ہے کل اناء بالذی فیہ ینضح

مولانا صاحب (بڑی خندہ پیشانی سے) اچھا۔ اگر آپ حضرات کا یہی اصرار ہے کہ اس فتوے کی بحث نہ پیش ہو تو مجھے اپنی کسی بات پر اصرار نہیں مگر میں اتنا ضرور پوچھونگا کہ یہی سات مسائل معیار وہابیت ہیں اور انہیں میرا مسلک آپ صاحبان کو ابتک معلوم نہیں آج مجھ سے ہاں یا نہ کہلوا کر میرا مسلک معلوم کرنا چاہتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ میرا مسلک معلوم کرنے سے پہلے میری وہابیت اور تکفیر کا فتوی کیوں دیا گیا؟

مولوی نثار احمد صاحب بڑے غصہ میں آستین چڑھا چڑھا کر ایک عجیب حیرت انگیز انداز سے مولانا صاحب کی شان میں ترنم کرکے ایسے الفاظ ایسے لہجہ کے ساتھ استعمال کرنے لگے کہ مولانا صاحب کی شان تو بہت بلند ہے کوئی انسان کسی انسان کو ایسے الفاظ میں اس لہجہ کے ساتھ مخاطب کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا میں ان الفاظ کو عبرت کے لیے چاہتا تھا کہ نقل کردوں مگر بعض احباب نے منع کیا۔

اسکے بعد مولوی نثار احمد صاحب نے کہا کہ مجھے تمہاری وہابیت تو دو برس سے دریاآباد میں مجھ سے تم سے مناظرہ ہوچکا ہے اسی وقت سے مجھے تمہاری وہابیت کا یقین ہے۔

مولانا صاحب۔ اسی خندہ پیشانی و عالی ظرفی سے۔ آپ سے اور مجھ سے دریاباد میں کوئی مناظرہ نہیں ہوا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کو لوگ مناظرہ کے لیے لے گئے تھے جب میں نے سنا تو میں خود جامع مسجد دریاباد میں چلا گیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ کس بات پر مناظرہ ہوگا؟ آپ نے کہا کہ علم الفقہ میں کچھ اغلاط ہیں انہیں پر بحث ہوگی میں نے کہا کہ اسمیں مناظرہ کی کیا ضرورت۔ آپ ان اغلاط کی فہرست مجھے دیجیے اگر واقعی وہ اغلاط ہیں تو میں کتاب کا غلطنامہ شائع کردونگا اس پر آپ نے کہا کہ علم الفقہ مجھے دیجیے تو میں اغلاط نکالوں میں نے کہا کیا آپ نے علم الفقہ تک نہیں دیکھی آپ نے کہا نہیں اس پر مجھے بہت تعجب ہوا کہا کہ پھر آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس میں اغلاط ہیں آپ نے جواب دیا کہ مجھ سے دو شخصوں نے کہا ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب (بڑی دلیری سے) قرآن مجید جو وہاں رکھا ہوا تھا اٹھا کر سر پر رکھکر کھڑے

؎ اہل دریاباد اس ستم کو دیکھکر عبرت حاصل کریں۔ ۱۲

ہو گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم قرآن کی قسم رسول اللہ کی قسم مجھ سے تم سے دریاباد مین مناظرہ ہوا تم
جواب نہ دے سکے اور بھاگ گئے مین نے کہا اچھا کل پر سون مہینے دو مہینے کے بعد تم جواب دینا تم
اس پر بھی نہ ٹھیرے اگر مین جھوٹی قسم کھاتا ہون تو تم اسیطرح قرآن سر پر رکھکر کہدو۔
مولنا صاحب۔ استغفر اللہ مجھے قسم کھانے کی ضرورت نہین توبہ توبہ!
تمام اہل ایمان اس فعل پر کانپ گئے۔ علامہ شبیلی صاحب نے اپنے بعض احباب سے بیان کیا کہ اس
شب کو مجھے نیند نہین آئی جب آنکھ لگ جاتی تھی تو وہی خیال پیش نظر ہو جاتا تھا کہ قرآن سر پر رکھے
ہوئے قسم کھا رہے ہین۔

ایک دوسری حلف ایک مرتبہ مناظرہ سے دو چار دن پہلے بھی مولوی نثار احمد اسیطرح قرآن سر پر
رکھکر ایک مجمع کے سامنے حلف کر چکے تھے جسمین حضرت مولنا مولوی عبد النعم
صاحب باعکفہ خطیب جامع مسجد اور سیٹھ اسمٰعیل موتی سیٹھ نور محمد اور بعض اراکین مسجد رنگاری محلہ موجود
تھے اور بات صرف اتنی تھی کہ سیٹھ اسمٰعیل موتی نے رنگاری محلہ کی مسجد مین جو تقریباً ۳۲ سال سے رضاخانیون
کا مرکز ہے مولنا صاحب کا وعظ کرانا چاہا مولوی نثار احمد صاحب نے کوشش کی کہ وعظ نہو۔ آخری کوشش یہ
تھی کہ مجمع مذکور مین مولوی نثار احمد صاحب نے کہا کہ قرآن منگاؤ مین ایک آیت دکھلاؤنگا اسکی تفسیر بیان
کرونگا اس سے فیصلہ قطعی انکی (یعنی مولانا صاحب مدیر النجم عم فیضہم کی) وہابیت کا ہو جائیگا لوگون نے
کہا حضرت آپ حافظ قرآن ہین آپ زبانی پڑھ دیجیے۔ تو کہا کہ نہین قرآن منگاؤ۔ یہ مجمع ایک دوکان مین
تھا وہان قرآن شریف موجود نہ تھا بالآخر کہین سے منگایا گیا۔ قرآن جیسے ہی آیا تو مولوی نثار احمد صاحب نے
سر پر رکھکر کھڑے ہوکر مولنا صاحب کی وہابیت کی قسم کھائی[1] اور فوراً وہان سے چل دیے۔ یہ سب کچھ تو ہوا
مگر مولنا صاحب کا وعظ نہ رک سکا۔ رنگاری محلہ کی مسجد مین بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۴۴ھ بعد نماز عشا
وعظ ہوا بڑے بڑے عمائد بمبئی رؤسا و علما وعظ مین شریک تھے جناب خطیب صاحب جامع مسجد مولوی
عبد الغفار صاحب کھنکھٹے ناظر جامع مسجد قاضی ملیائی صاحب قاضی مرگھے صاحب شہر قاضی اور دیگر حضرات
بھی موجود تھے وعظ مین حضرت امام اعظم کے مناقب جو کبھی ان رضاخانی مدعیان حنفیت نے خواب مین نہ
سنے ہونگے بیان ہوئے اسی سلسلہ مین جب اس فضیلت کا بیان ہوا کہ حضرت امام اعظم کے مقلدین مین اکابر

---

[1] اس قسم مین بھی رسول اللہ کی قسم کھائی تھی جس کے گواہ وہ تمام اصحاب ہین جن کے نام سطور بالا مین مرقوم ہین مگر
اب تحفۂ لاثانی کی اشاعت کے بعد مولوی نثار احمد انکار کرتے ہین کہ مینے رسول اللہ کی قسم نہین کھائی مولوی
نثار احمد صاحب جھوٹ بولنے اور سچ کو جھٹلانے مین بڑے مشاق ہین۔ ۱۲

اولیاء اللہ ہوئے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ امام الاولیا حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالے علیہ وعلی اتباعہ بھی حنفی تھے انکے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین بھی حنفی تھے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار بھی حنفی تھے اسی طرح بڑے بڑے اکابر سلسلۂ نقشبندیہ کے حنفی اور فقہائے حنفیہ مین معدود ہونے کا محققانہ بیان بحوالہ کتاب الفوائد البهیہ فی تراجم الحنفیہ مصنفہ آیۃ من آیات اللہ حضرت مولٰنا عبد الحی صاحب فرنگی محلی ارشاد فرمایا پھر سلسلۂ نقشبندیہ اور امام الطریقہ کی تعریف مین یہ اشعار مولانا جامی کے پڑھے ؎

رستن ازان پردہ کہ بر جانِ تست		بے مددِ پیر نہ امکانِ تست
وان گہر پاک نہ ہر جا بود		معدنِ آن خاکِ بخارا بود
سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند		نوبتِ آخر بہ بخارا زدند
درخطِ آن سکہ نشد بہرہ مند		جز دلِ بے نقشِ شہِ نقشبند
تو نقشِ نقشبندان راچہ دانی	ولہ ایضاً	تو قدرِ گوہرِ جان راچہ دانی
گیاہِ سبز داند قدرِ باران		تو خشکی قدرِ باران راچہ دانی
نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند	ولہ ایضاً	کہ برند از رہِ پنہان بحرم قافلہ را

وغیر ذلک من الاشعار التی تہیج القلوب وتنور الابصار۔

اس وعظ کو سن کر سب لوگ ان وہابی گرون پر نفرین کرتے تھے۔ بالکل وہ حالت تھی کہ جب حضرت یوسف صدیق علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے دینون نے بدکاری کے ساتھ متہم کرکے اعلان دیا تو مولنا جامی لکھتے ہین ؎

چنین کردند خلقے در تماشا	ہمی گفتند حاشا ثم حاشا
کزین روے نکو بدکاری آید	وزین دلدار دل آزاری آید

المختصر حلف اٹھانے مین مولوی نثار احمد صاحب بڑے مشاق معلوم ہوتے ہین دو دو مرتبہ کچھی والون کے سامنے انھون نے حلف اٹھائی جھوٹی حلف تھی کہ سچی اسکو عوام نہ امتیاز کرسکین مگر کیا قرآن مجید کا یہ حکم بھی ناقابل التفات ہوسکتا ہے کہ خداوند کریم نے جھوٹی سچی کی قید لگائے بغیر فرمایا کہ زیادہ قسم کھانے والے کی بات مت مانو قولہ تعالے فلا تطع کل حلاف مھین ترجمہ اے نبی زیادہ حلف کرنیوالے ذلیل کی بات مت مانیے

ایک مسئلہ بھی یہان لکھنا ضروری ہے کہ مولوی نثار احمد صاحب نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی یہ از روے فقہ حنفی ناجائز بلکہ بعض فقہا کے نزدیک شرک و کفر ہے۔ خلاصہ ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر مطبوعہ مطبع حنفی صـ ۲۳۳ـ مین ہے ـ

وفی المحیط قال علی الرازی اخاف علی من یقول بحیاتی وحیاتک وما اشبہ ذلک الکفر ای لظاہر قولہ تعالیٰ فلا تجعلوا للہ اندادا ای شرکاء فی العبادۃ ولقولہ علیہ السلام من حلف بغیر اللہ فقد اشرک ولکن ما کان الحالف اراد مجرد تعظیم نفسہ او مخاطبہ فی الجملۃ لا علی وجہ المقابلۃ والمشارکۃ لما یجزم بکفرہ ویدخل فی حکمہ وما اشبہ ذلک لو حلف بالنبی وبروح النبی او حیات النبی او بالکعبۃ او بالامانۃ وامثال ذلک ولو قال ان العامۃ یقولونہ ولا یعلمونہ قلت انہ شرک خفی

کتاب محیط میں ہے کہ علی رازی نے کہا میں اس شخص پر کفر کا خوف کرتا ہوں جو اپنی زندگی یا کسی دوسرے کی زندگی یا اسی قسم کی چیزوں کی قسم کھائے یعنی بدلیل آیت قرآنی فلا تجعلوا للہ اندادا یعنی اللہ کا شریک عبادت میں کسی کو نہ بناؤ اور بدلیل حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی وہ مشرک ہوگیا لیکن جبکہ قسم کھانے والا فقط اپنی یا اپنے مخاطب کی فی الجملہ تعظیم مراد لے خدا کے ساتھ مقابلہ یا شرکت کی نیت نہ ہو تو اس کے کافر ہونے کا یقین نہیں کیا جا سکتا اور اسی میں داخل ہے نبی کی یا روح نبی کی یا حیات نبی کی یا کعبہ یا امانت وغیرہ کی قسم کھانا۔ اگر کوئی کہے کہ عام لوگ ایسی قسمیں کھایا کرتے ہیں لیکن اسکا نتیجہ نہیں جانتے تو میں کہونگا کہ یہ شرک خفی ہے۔

اور الروضۃ الندیہ [illegible] سے

وفی حدیث ابی ہریرۃ عند ابی داؤد والنسائی وابن حبان والبیہقی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحلفوا بآبائکم ولا تحلفوا الا باللہ ولا تحلفوا الا وانتم صادقون واخرج ابو داؤد والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حلف بغیر اللہ فقد کفر وفی لفظ فقد اشرک وہو عند احمد ایضا وفی لفظ للترمذی والحاکم فقد کفر واشرک

ابوداؤد و نسائی و صحیح ابن حبان و سنن بیہقی میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھاؤ اور قسم سچی کے سوا نہ کھاؤ اور ابوداؤد و ترمذی و مستدرک حاکم میں ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے وہ کافر ہوگیا اور ایک روایت میں ہے کہ مشرک ہوگیا اور مسند امام احمد میں اور ترمذی و حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ کافر و مشرک ہو گیا۔

اور یہی ایک [illegible] رضا خانیوں نے جن چیزوں کی باتیں اختیار کی ہیں سب [illegible] شرک لکھا ہے یا یہ لوگ اپنے کو حنفی کہتے ہیں [illegible] ان کو حنفی سمجھے [illegible] گرفتار ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آمین

المختصر [illegible] کے خلاف کرتے ہیں [illegible] کے قلوب۔

گانپ اُٹھے اُس کے بعد مولنا صاحب اُٹھے۔

مولنا صاحب - اچھا تو آپ بہت دنون سے میری وہابیت سے واقف ہین (ذریاباد کا واقعہ کئی سال کا مولوی نثار احمد صاحب کے چیلنج نہ جانے کے قبل کا ہے) اب مجھے یہ تعجب ہے کہ جسکے وہابی ہونے کا آپکو اتنے دنون سے یقین ہے اُسکو آپنے بمبئی آنے سے چند روز پہلے آگرہ سے یہ خط بھیجا یہ کہکر مولنا صاحب نے ایک لفافہ لیا جسمین متعدد خطوط تھے اور غالبا وہ سب مولوی نثار احمد صاحب کے تھے اس لفافہ مین سے ایک کارڈ نکالکر آپنے حاضرین کو پڑھکر سنایا اور حاضرین کو دکھایا نقل اس کارڈ کی بلفظہ درج ذیل ہے

نقل پوسٹ کارڈ مولوی نثار احمد صاحب بنام حضرت مولنا صاحب دامت برکاتہم

نثار احمد عفا اللہ عنہ ۷۸۶ آگرہ جامع مسجد ۱۶ ستمبر[سلہ]

مکرمی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - پرچۂ النجم دو پہونچے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون اور دست بدعا ہون کہ اللہ آپکو حمایت سنیت سے دیرپا قائم رکھے آپنے تمام مسلمانون کو بڑے فرض سے سبکدوش فرمایا خدا آپ کے النجم کو دن دونی ترقی دے ہم لوگون کا فرض ہے کہ اسکی اشاعت کے ترقی کرانے مین حصہ لین انشاء اللہ چند محبون سے عرض کرونگا اس سے پہلے عرصہ ہوا ایک پرچہ ملا تھا پھر کوئی نہ ملا حال واقعی عرض کیا گیا شکوہ تصور نہ ہو - اور نہ حق ہے اُس کا - والسلام

نثار احمد عفا اللہ عنہ

آگرہ جامع مسجد چہارشنبہ

پتہ مین لکھا ہے - "بگرامی خدمت جناب مولنا عبد الشکور صاحب قبلہ اڈیٹر النجم شہر لکھنؤ" اس خط کو سناکر مولنا صاحب نے فرمایا کہ اب سوال یہ ہے کہ وہابی کو آپ نے اپنا قبلہ لکھا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لکھا - اس کو حامی سنت لکھا اس کو تمام مسلمانون کا محسن قرار دیا اس کی تصانیف کی اشاعت کو مسلمانون کا فرض قرار دیا - کیا ایک وہابی کے لیے یہ باتین جایز ہین ؟

مولوی نثار احمد صاحب - تو پھر کیا مین اُو وہابی لکھتا -

اس جواب کو سب لوگ اندازہ کر سکتے ہین -

مولنا صاحب - اچھا تو اب مین آپ کے پیش کردہ سات مسائل پر بحث کرنے کے لیے آمادہ ہون مگر پہلے آپ سُنی اور وہابی کی تعریف مستند کتابون کی رُو سے بیان فرمائیے -

---

سلہ سنہ نہیں لکھا مگر ڈاکخانہ کی مہر مین ۱۶ ستمبر ۱۹۲۵ء ہے - املا کی اغلاط خط مین بہت ہین - ۱۲

مولوی نثار احمد صاحب - وہابی وہ سنی حنفی ہے جو ان سات مسائل مین ہمارے[51] خلاف ہو مین جانتا ہون کہ تم سنی مقلد ہو حنفی ہو مگر چونکہ سات مسائل مین ہمارے خلاف ہو اسلیے وہابی ہو اور تم مین جو خوبی ہے اُسکا بھی مین اعتراف کرتا ہون کہ رد روافض مین اس وقت تمہارا کوئی مثل نہین -

مولنٰنا صاحب - یہ تعریف وہابی کی کسی مستند کتاب مین دکھلائیے -

مولوی نثار احمد صاحب - کسی کتاب مین یہ تعریف نہین دکھائی[52] جا سکتی - یہ تو ہماری اصطلاح ہے مین خود صاحب اصطلاح ہون ولا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ جھگڑا نہین ہر شخص کو اختیار ہے جو اصطلاح اپنے لیے چاہے مقرر کرے -

مولنٰنا صاحب - تمام حاضرین (آپکے خانہ ساز) وہابیت کی حقیقت سمجھ گئے - مجھے اسکے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہین البتہ صرف اتنا عرض کرتا ہے کہ جن مسائل مین اختلاف کرنیکو آپ وہابیت کا معیار قرار دیتے ہین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ جو اکابر علمائے ہندوستان کے پیر و مرشد تھے آپکے الد مرحوم بھی انکے خادم و مرید تھے اپنے فیصلہ ہفت مسائل مین ان مسائل کے اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے قرار دیتے ہین اور انمین بحث مباحثہ کرنے بلکہ فتوے لکھنے کو بھی منع کرتے ہین اور انکی بنا پر کسی کو وہابی کہنا ممنوع قرار دیتے ہین - یہ کہکر فیصلہ ہفت[54] مسائل

---

[51] الحمد للہ کہ رضاخانیون کو انکار کی گنجایش نہین رہی - اخبار غالب مورخہ ۱۸- اکتوبر ۲۵ء صفحہ ۳ کے پہلے کالم مین جخندی صاحب نے مولوی نثار احمد صاحب کا یہ بیان چھاپ دیا - معلوم ہوا کہ جسکو یہ لوگ وہابی کہین وہ سنی بھی ہوتا ہے اور حنفی بھی - پھر آگے چل کر اخبار غالب مین مولنٰنا صاحب کے سنی ہونے سے انکار کیا ہے ذٰلک مبلغہم من العلم ۱۲

[52] اخبار غالب مین بجائے لفظ "ہمارے" کے "اہل سنت" کی لفظ لکھی ہے لیکن اتنا نہ سمجھا کہ اہل سنت کے خلاف کہکر پھر اسکو سنی کیونکر کہا جا سکتا ہے لہذا لفظ اہل سنت بیان مین نہین کھپتی اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ بے جوڑ بڑھائی گئی ہے ۱۲

[53] مناظرہ امروہہ مین روافض کے مناظر نے بھی بعض مباحث مین عاجز ہو کر یہی کہا تھا کہ مین کتاب مین نہین دکھا سکتا یہ میری اصطلاح ہے تشابہت قلوبہم - یہان ایک سوال ہوتا ہے کوئی رضاخانی صاحب اسکا جواب عنایت فرمائین کہ کیا شریعت آپکی خانہ زاد چیز ہے ورنہ آپکو نئی اصطلاح کا کیا حق ؟ - ۱۲

[54] فیصلہ ہفت مسائل کی عبارت جو مولنٰنا صاحب پڑھنا چاہتے تھے یہ ہے - فیصلہ ہفت مسائل مطبوعہ کانپور ص ۵ مین مسالہ قیام مولود کے متعلق لکھتے ہین - "رہا عملدرآمد جو اس مسئلے مین رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہین گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ مین ہوا کرتا ہے پس خواص کو تو یہ چاہیے کہ جو اُن کو تحقیق ہو اُس پر عمل رکھین اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھین نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اُسکو دیکھین نہ تفسیق و تضلیل کرین بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھین اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کے رسوم جاری رکھین اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریون کے ہذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھین بلکہ ایسے مسائل مین نہ فتوے لکھین نہ مہر و دستخط کرین کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے نیز اسی کتاب کے صفحہ ۷ مین فاتحہ مروجہ کے متعلق لکھتے ہین "اور مشرب فقیر کا اس مسئلے مین یہ ہے کہ فقیر اس ہیئت کا پابند نہین ہے مگر کرنے والون پر انکار نہین کرتا - اور عملدرآمد اس مسئلے میں ایسا رکھنا چاہیے یعنی دو فریقون کو باہم مل جُل کر رہنا اور مباحثہ و قیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑون سے منع کرنا - بحث مولد مین گذر چکا " ۱۲

مولوی ... لکھنے کے قائل

کی عبارت مولانا صاحب نے پڑھنا شروع کیا شاید دو سطرین بھی نہ پڑھی ہونگی کہ سیٹھ سلیمان[۵۱] قاسم متھا مثل سابق اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اسی طرح بگڑ کر غصہ مین جو جو الفاظ انھون نے منھ سے نکالے وہ اُن کے نامۂ اعمال مین انشاء اللہ تعالےٰ درج ہو چکے۔

علامہ شبلی صاحب (جو اس طوفان بے تمیزی سے بے حد پریشان معلوم ہوتے تھے) اچھا ان سات مسائل پر تقریر شروع کر دیجیے۔

مولوی نثار احمد صاحب سب سے پہلے مسئلہ علم غیب کا شروع ہونا چاہیے۔

علامہ شبلی صاحب۔ آپ دونون حضرات اس کاغذ[۵۲] پر اپنا اپنا عقیدہ لکھ دیجیے۔

مولوی نثار احمد صاحب نے اپنا عقیدہ ان الفاظ مین لکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب[۵۳] جمیع ماکان[۵۴] وما یکون تھے۔

مولانا صاحب نے لکھا "ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی بہت سی باتون پر اطلاع دی ماکان یعنی زمانہ گذشتہ کے غیب کی بہت سی چیزون پر اور مایکون یعنی زمانۂ آیندہ کے غیب کی بہت سی چیزون پر بھی اور نہ صرف یہی بلکہ زمانۂ حال[۵۵] کے غیب کی بہت سی چیزون پر بھی مگر جمیع امور غیبیہ اور جمیع ماکان و ما یکون کا علم مخصوص بذات حق تعالےٰ شانہ ہے۔

علامہ شبلی صاحب۔ اچھا اب آپ دونون حضرات اپنے اپنے دلائل پیش فرمائیے۔

مولوی نثار احمد صاحب اور اُن کے ساتھی یہ سُن کر بہت گھبرائے کیونکہ وہ تو صرف مولانا صاحب سے ہان یا نہ کہلوا کر عوام کو برانگیختہ کرنے کی ٹھان کر آئے تھے سیٹھ سلیمان قاسم متھا سے بھی غالباً صاف صاف نہ کہہ سکے کہ پھر گڑبڑی مچا کر ہمین دلائل کے پیش کرنے سے بچا لو۔ ناگاہ آمد و سخت آمد۔ علامہ شبلی صاحب نے مولوی نثار احمد صاحب کو ساکت دیکھ کر کہا کہ کہیے تو مین آپکی طرف سے آیات قرآن مجید پڑھون۔

مولانا صاحب۔ اچھا مین دلائل پیش کرتا ہون۔

---

[۵۱] ان صاحب کے بار بار بگڑنے اور مولانا صاحب کی شان مین گستاخانہ الفاظ بکنے اور مباحثہ مین بیجا مداخلت کرنے کا اقرار اخبار ستیارتھ گجراتی مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء مین سیٹھ مذکور کے چچا احمد متھا کے مضمون مین موجود ہے۔ فالحمد للہ علے ذلک ۱۲

[۵۲] یہ کاغذ آخر وقت مین مولوی نثار احمد صاحب کے ہاتھ مین تھا۔ علامہ شبلی سے پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ کاغذ اُن کے پاس نہین ہے کوئی صاحب لے گئے۔ [۵۳] مضاف پر الف لام سبحان اللہ ۱۲ [۵۴] طبع اول مین جمیع کی نقطہ چھپنے سے رہ گئی تھی ۱۲

[۵۵] مولوی نثار احمد صاحب نے کچھ تو اپنی خفت مٹانے کے لیے اور کچھ اس لیے کہ جہلا کی نظر مین ان کا علم ظاہر ہو زمانہ کے غیر قار ہونے کی فلسفی بحث نہین بلکہ محض چند اصطلاحی الفاظ استعمال کر کے زمانۂ حال کے وجود کا انکار کر دیا کاش مولوی نثار احمد صاحب نے اپنے والد کے استاذ الاستاذ حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الکلام المبین دیکھی ہوتی۔ شریعت مین فلسفی اصطلاحات کا کچھ اعتبار نہین ۱۲

مسائلہ علم غیب پر طرفین کی تقریرون کا خلاصہ

اگرچہ ہم بخیال طوالت اس مقام پر طرفین کی تقریرون کا خلاصہ درج کرتے ہین لیکن واضح رہے کہ اس خلاصہ کے کسی جز کا انکار رضاخانی صاحبان نہین کر سکتے اخبار غالب مورخہ ۸ اکتوبر ۲۵ء اور اخبار رسالت مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء اور اخبار ستیا ستر مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء اور ضمیمہ غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء موسومہ "شبلی صاحب کے فیصلہ پر سرسری نظر" میں ان تمام مضامین کا اقرار موجود ہے۔

مولٰنا صاحب۔ قال اللہ تعالٰی۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (پارہ ۲۰ رکوع ۱ سورۂ نمل) ترجمہ۔ اے نبی کہہ دیجیے کہ نہین جانتا کوئی آسمانون مین اور زمین مین غیب کو سوا اللہ کے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جمیع امور غیبیہ کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین البتہ حق تعالے غیب کی جن باتون پر چاہتا ہے اپنے نبیون کو اطلاع دیتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیون سے زیادہ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔

(۲) وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (سورۂ یٰس) ہم نے اپنے نبی کو شعر کا علم نہین دیا اور نہ یہ چیز اُن کی شان کے لائق ہے۔ ما کان و ما یکون مین ایک چیز شعر بھی ہے اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین عطا ہوا لہٰذا جمیع ما کان و ما یکون کا دعوے غلط ہو گیا۔

(۳) کتب عقائد مین تمام وہ عقیدے مذکور ہین جن پر اہل سنت وجماعت کے مذہب کی بنیاد ہے مگر کسی کتاب عقائد مین علم غیب کا عقیدہ جیسا کہ مولوی نثار احمد صاحب نے لکھا مذکور نہین اور ہو تو مولوی صاحب دکھلائین لیکن وہ نہ دکھلا سکین گے[۱] البتہ مین نفی اس عقیدہ کی کتب عقائد مین دکھاتا ہون شرح عقائد نسفی مین جہان انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے لکھا ہے یہ کہکر شرح عقائد نسفی کی عبارت ذیل پڑھی :۔

وقد روی بیان عددهم فی بعض الاحادیث علی ما روی ان النبی علیہ الصلوٰة والسلام سئل عن عدد الانبیاء فقال مائة الف واربعة وعشرون الفا وفی روایة مائتا الف

اور یہ تحقیق انبیاء علیہم السلام کا شمار بعض احادیث مین روایت کیا گیا ہے منقول ہے کہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام سے شمار انبیاء علیہم السلام کا پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک روایت مین ہے کہ دو لاکھ

[۱] کتب عقائد مین دکھلانے کا بار بار مطالبہ کیا گیا تو سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا نے بھی مولوی نثار احمد صاحب سے کہا کہ آپ کیون نہین دکھاتے مگر مولوی نثار احمد صاحب یہی کہتے رہے کہ کتب عقائد مین دکھانے کی ضرورت نہین۔ آخر مین یہ بھی کہا کہ کتب عقائد مین تو نہین مگر تلاش کرنے سے حاشیہ مین مل جائیگا۔ ۱۲

وأربع وعشرون ألفا والأولى أن لا يقتصر على عدد في التسمية فقد قال الله تعالى مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ[1] عَلَيْكَ ولا يؤمن في ذكر العدد أن يدخل فيهم من ليس منهم ان ذكر عدد اكثر من عددهم او يخرج منهم من هو فيهم ان ذكر اقل من عددهم يعني ان خبر الواحد على تقدير اشتماله على الشرائط المذكورة في اصول الفقه لا يفيد الا الظن ولا عبرة بالظن في باب الاعتقادات خصوصا اذا اشتمل على اختلاف رواية وكان القول بموجبه مما يفضي الى مخالفة ظاهر الكتاب وهو ان بعض الانبياء لم يذكر للنبي عليه الصلاة والسلام۔

چوبیس ہزار اور بہتر یہ ہے کہ کوئی عدد خاص پیغمبرون کا معین نہ کیا جائے اس لیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ رسولون مین سے بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا اور بعض کا نہین بیان کیا اور انبیا کا شمار بیان کرنے مین اندیشہ ہے کہ غیر نبی کا شمار نبی مین ہو جائے اگر انکی واقعی تعداد سے زیادہ عدد بیان کیا جائے یا کوئی نبی شمار کرنے سے رہ جائے اگر انکی واقعی تعداد سے کم عدد بیان کیا جائے کیونکہ خبر واحد باوجود ان شرائط کے پائے جانے کے جو اصول فقہ مین مذکور ہین صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے اس سے یقین نہین حاصل ہوتا اور عقائد کے بارہ مین ظنیات کا اعتبار نہین خصوصاً جبکہ روایت مین اختلاف بھی ہو اور اسکے موافق عقیدہ رکھنے مین قرآن شریف کی مخالفت لازم آئے اور وہ مخالفت یہ ہے کہ بعض نبیون کا ذکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہین کیا گیا

دیکھیے کیسی صاف عبارت ہے جس سے جمیع ماکان ومایکون کا دعوے باطل ہوتا ہے مصنف نے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض نبیون کی اطلاع نہین دی گئی کیا انبیاء علیہم السلام ماکان ومایکون مین نہ تھے (یقیناً تھے بلکہ اشرف ماکان و مایکون انھین کی ذوات قدسیہ ہین)

(۴) فقہ حنفی کی معتبر کتابون مین بھی سوا خدا کے کسی کو غیب دان جاننا اور کہنا ناجائز لکھا ہے بلکہ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے اس وقت چند نہایت معتبر کتابون کی بعض عبارات پڑھتا ہون۔

---

[1] جس وقت مولٰنا صاحب نے یہ آیت پڑھی رضاخانی مولویون نے خصوصاً سعد اللہ صاحب امام زکریا مسجد نے شور برپا کر دیا کہ آیت غلط پڑھی (وہ مناظر قابل دید تھا) لم نقصص نہین بلکہ لم نقصصھم ہے مولٰنا صاحب نے فرمایا اسمین شور وغل کی کیا بات ممکن ہے میری کتاب مین غلط چھپ گیا ہو مگر اسکے بعد مکان پر آکر شرح عقائد کے متعدد نسخون مطبوعہ ہندوستان ومصر مین دیکھا گیا کسی مین لفظ ھم کی زیادتی نہ تھی پھر قرآن مجید مین دیکھا سورہ مومن کے آخر مین یہ آیت ہے اسمین بھی لفظ ھم نہین ہے۔ یہ ہے رضاخانیون کی ایمانداری لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

دوسری تحریف رضاخانی فرقہ نے ضمیمۂ غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء مین آیت الشعراء یتبعہم الغاوون لانہم فی کل واد یھیمون چھاپی ہے حالانکہ قرآن مجید مین بجائے لانہم کے الم تر انہم ہے کیسی کھلی تحریف ہے اس تحریف سے آیت کا مطلب بھی خراب ہوگیا

علامہ محقق ابن ہمام جنکو علامۂ شامی کہتے ہین کہ بلغ رتبۃ الاجتہاد۔ اپنی کتاب مسائرہ مین لکھتے ہین۔

وکذا علم المغیبات ای وکعدم علم بعض المسائل اور ایسا ہے غیب کی باتون کا علم یعنی جس طرح بعض
عدم علم المغیبات فلا یعلم النبی منہا الا ما مسائل کا علم نہین اسیطرح غیب کی باتون کا بھی علم نہین
اعلمہ اللہ بہ احیانا وذکر الحنفیۃ فی فروعہم ہے نبی غیب کی باتین صرف اسیقدر جانتے ہین جو کبھی
تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم کبھی اللہ نے انکو بتلائین اور حنفیہ نے اپنی فقہ کی کتابون مین
الغیب لمعارضۃ قولہ تعالے قل لا یعلم من اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی غیب جانتے تھے
فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ کیونکہ یہ عقیدہ آیۂ قرآنی قل لا یعلم من فی الآیۃ کے معارض ہے

علامہ علی قاری مکی[2] شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین۔

ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات پھر جاننا چاہیے کہ انبیا علیہم السلام غیب کی باتین نہین
الا ما اعلمہم اللہ تعالے احیانا وذکر الحنفیۃ جانتے مگر جس قدر کہ اللہ تعالے نے کبھی کبھی انکو بتایا
تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام اور حنفیہ نے اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی
یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالے قل لا یعلم علیہ السلام غیب جانتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ آیۂ قل لا یعلم
من فی السموات والارض الغیب الا اللہ من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کے خلاف ہے

علامہ زین الدین بن نجیم[1] بحر الرائق مین بحوالہ فتاوے قاضی خان وفتاوے خلاصہ لکھتے ہین۔

وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشہادۃ اللہ فتاوے قاضی خان اور فتاوے خلاصہ مین ہے کہ اگر اللہ
ورسولہ لا ینعقد ویکفر لاعتقاد ان النبی اور رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو صحیح نہوگا اور کافر
یعلم الغیب۔ ہوجائیگا بوجہ اس عقیدہ کے کہ نبی غیب جانتے ہین۔

در مختار[1] مین ہے۔

تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز بل اللہ اور رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو جائز نہ ہوگا بلکہ
قیل یکفر واللہ اعلم کہا گیا ہے کہ وہ شخص کافر ہوجائیگا۔ واللہ اعلم۔

حضرت[1] مولنا عبدالحی صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین ” در شریعت محمدیہ ثابت نہ گردیدہ کہ آنحضرت صلعم بر تمامی علوم جمیع اشیائے ماضیہ و مستقبلہ جزئیہ وکلیہ طلاع داشتند الا ماشاء اللہ تعالے “ (دیکھو مجموعۃ الفتاوے جلد اول ص مطبوعہ شوکت اسلام پریس لکھنؤ)

مولوی نثار احمد صاحب کے جوابات اور اُن کا جواب الجواب

[1] یہ چونکہ تین کتابون پر شامل ہے یعنی فتاوی قاضی خان فتاوی خلاصہ بحر الرائق۔ اسلیئے تین ہندسہ اسپر دیے گئے ۱۲

(۱) پہلی آیت کے متعلق کہا کہ لا یعلم کے معنی ہیں بغیر بتائے ہوئے نہیں جانتا۔ اس پر مولنا صاحب نے مولنا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی اور مولنا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ قرآن شریف دکھلایا کہ بغیر بتلائے ہوئے کی لفظ کسی ترجمہ میں نہیں آپ نے کہاں سے بڑھائی؟ پھر مولنا صاحب نے بحوالہ تفسیر معالم التنزیل[۱] بیان کیا کہ یہ آیت کفار کے اس سوال کے جواب میں اُتری ہے کہ قیامت کب آئیگی لہذا اگر آیت کے ترجمہ میں علم ذاتی کی نفی کی جائے تو سوال سے جواب کو کوئی ربط نہ رہیگا۔ سائل اپنے سوال کا جواب مانگتا ہے اس سے یہ کہنا کہ مجھے علم ذاتی تیرے جواب کا نہیں ہے کس قدر بے ربط بات ہے اس شان نزول کا جواب مولوی نثار احمد صاحب نے اخیر تک معقول یا نامعقول کچھ بھی نہ دیا۔

(۲) دوسری آیت کے متعلق مولوی نثار احمد صاحب نے کہا کہ شعر چونکہ بری چیز ہے اور آیۂ الشعراء یتبعھم الغاوون پڑھی اسلیے یہ علم حضرتؐ کو نہیں دیا گیا یہ علم شرف نبوت کے خلاف ہے کیا ہم جوتا گانٹھنے کا علم بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مانیں کیا حجام کا علم بھی حضورؐ کیلیئے ثابت کریں اور پھر کئی مثالیں ایسی ہی رکیک اور بیہودہ بیان کیں مولنا صاحب نے فرمایا کہ یہ تو آپ خود اپنے دعوے کو باطل کیے دیتے ہیں ایک چیز بھی ماکان و مایکون کی حضور کے علم سے باہر مان لی تو جمیع ماکان و مایکون نرہا آپ کا دعوی غلط ہو گیا۔

(۳) کتب فقہ کی عبارتوں کا یہ جواب دیا کہ مراد فقہا کی یہ ہے کہ جو نبی کے لیے علم غیب ذاتی کہے وہ کافر ہے۔ مولنا صاحب نے فرمایا اس مراد کے لیے کوئی قرینہ اُن عبارتوں میں نہیں ہے بلکہ اسکے خلاف[۳] کا قرینہ ان عبارتوں میں موجود ہے تو پھر مولوی نثار احمد صاحب نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرا جواب کتب فقہیہ کا یہ دیا کہ آپ قرآن و حدیث کے مقابل میں فقہ کی کتابیں پیش کرتے ہیں یہ جواب مولوی نثار احمد صاحب کے حنفی ہونے پر پوری روشنی ڈالتا ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب کے دلائل اور اُن کے جوابات

علم غیب جمیع ماکان و مایکون کے ثبوت میں مولوی نثار احمد صاحب نے حسب ذیل دلائل پیش کیے

[۱] اصل عبارت تفسیر معالم التنزیل کی یہ ہے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ نزلت فی المشرکین حیث سألوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قیام الساعۃ ۱۲۔

[۲] یہ شان نزول کتب تفسیر میں مذکور ہونے کے علاوہ سیاق آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے آیت مذکورہ کا تتمہ یہ ہے وما یشعرون ایان یبعثون ترجمہ اور نہیں جانتے آسمان والے اور زمین والے کہ کب اُن کا حشر ہوگا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے قیامت کا وقت پوچھا تھا اسی کے جواب میں یہ آیت اُتری ہے ۱۲۔

[۳] مثلاً مسایرہ اور شرح فقہ کی عبارت میں عدم علم اور لم یعلموا کی لفظ اور احیانا کی لفظ پھر آیت قل لا یعلم کو دلیل بنانا جس سے نفی ذاتی عطائی دونوں کی ہو رہی ہے ۱۲

(۱) قال اللہ تعالے وَمَا ھو علے الغیب بضنین (ترجمہ) نبی غیب کے بتانے مین بخیل نہین ہین الغیب مین الف لام جنس کا ہے لہذا تمام افراد علم غیب کے اس مین داخل ہین اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمیع ماکان و مایکون کے عالم تھے۔

مولنا صاحب نے اس کے جواب مین فرمایا کہ اگر آپ کا یہ استدلال صحیح ہو اور الغیب مین تمام علوم غیبیہ کا احاطہ کرلیا جاے تو یہ لفظ ماکان ومایکون سے بھی زیادہ وسیع ہوجائیگا اور علم باری تعالے کے ساتھ برابری لازم آجائیگی **بجواب** اس کے مولوی نثار احمد صاحب نے کبھی تو کہا کہ ماکان ومایکون سے زیادہ ادرہے کیا۔ اور کبھی یہ کہا کہ ماکان ومایکون کے بعد اب صرف معدومات و ممتنعات باقی رہے اور کبھی یہ کہا کہ تساوی علم باری تعالے لازم نہ آئیگی کیونکہ علم باری تعالے ذاتی ہے اور حضور کا علم عطائی ہے۔ اور کبھی یہ کہا کہ باری تعالے کا علم غیر محدود ہے اور حضور کا علم محدود۔ اور کبھی یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی مثال خدا کے علم کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک چڑیا اپنی چونچ مین سمندر سے پانی لے۔ باری تعالے کا علم سمندر ہے اور حضور کا علم اس پانی کی برابر جو چڑیا کی چونچ مین آتا ہے۔ چڑیا کی چونچ کی مثال مولوی نثار احمد صاحب نے پے درپے چار تقریرون مین بیان کی نعوذ باللہ منہ۔

(۲) مولوی نثار احمد صاحب نے ایک تقریر مین جلدی جلدی حسب ذیل آیات قرآنیہ پڑھ دیں تلک[۱] من انباء الغیب نوحیہا الیک اور ذٰلک[۲] من انباء الغیب نوحیہ الیک اور وما[۳] کان اللہ لیطلعکم علے الغیب ولکن یجتبی من رسلہ من یشاء اور عالم[۴] الغیب فلا یظہر

[۱] ان آیات کا ترجمہ علے الترتیب یہ ہے کہ [۱] یہ باتٰن غیب کی خبرون مین سے بعض ہے جس کو ہم آپ پر وحی کرتے ہین [۲] یہ چیز غیب کی خبرون مین سے بعض ہے جس کو ہم آپ پر بذریعۂ وحی نازل کرتے ہین ان دونون آیتون مین من تبعیضیہ موجود ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعض باتین غیب کی بذریعۂ وحی حضور کو بتائی گئین [۳] اللہ ایسا نہین ہے کہ تم کو غیب پر اطلاع دے ولیکن اپنے رسولون مین سے جن کو چاہتا ہے چن لیتا ہے یعنی اُن کو غیب کی باتون پر اطلاع دیتا ہے [۴] اللہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہین کرتا مگر جس رسول کو پسند کرتا ہے اس کو مطلع کرتا ہے ۱۲۔ تفسیر اور فقہ کی کتابون مین تصریح ہے کہ اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کا غیب کی باتون پر مطلع کیا جانا ثابت ہوتا ہے۔ شامی شرح درمختار کتاب النکاح مین ہے وان الرسل یعرفون بعض الغیب۔ قال تعالی۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی خدا کے پیغمبر غیب کی بعض باتین جانتے ہین دلیل اسکی یہ آیت ہے عالم الغیب الخ ۱۲۔

علٰی غیبہ احدا الا من ارتضٰی من رسول ۔ ان آیتون کو تلاوت کر کے کہنے لگے کہ ان کا ترجمہ اور مطلب بیان کرنے مین طول ہوگا لہذا خلاصہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جمیع ماکان و مایکون حاصل تھا ۔ سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا نے بار بار کہا کہ حضرت آپ طول کا خیال نہ کیجیے مجھے تو یہ بحث اچھی معلوم ہوتی ہے مین نے تو آج ان باتون کو سنا مگر مولوی نثار احمد صاحب نے ترجمہ واستدلال ان آیات کا نہ بیان کیا ۔

مولٰنا صاحب نے اس کے جواب مین فرمایا کہ ان آیات کا خلاصہ ہرگز وہ نہین جو آپ نے بیان کیا بلکہ ان کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کو بعض باتین غیب کی بتائی جاتی ہین نہ کل اور نہ جمیع ماکان و مایکون اور یہ ہمارا عقیدہ ہے نہ آپ کا ۔ آپ کی پیش کردہ چار آیات مین سے دو مین مِن تبعیضیہ موجود ہے اور دو مین اگر بعض کی لفظ نہین تو کل کی بھی نہین ہے لہذا آپ کا مدعا ثابت نہوا اور اگر آپ کی خاطر سے کل مراد لے لیا جائے تو ماکان و مایکون سے بھی زیادہ یہ لفظ وسیع ہو جائیگا اور علم حق تعالےٰ کے ساتھ برابری لازم آئیگی ۔ نعوذ باللہ منہ ۔

(۳) ۔ مولوی نثار احمد صاحب نے پے در پے کئی بار کہا کہ یہ مین جانتا ہون کہ بہت سی آیتین ہین بہت سی حدیثین ہین بہت سے واقعات ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا مگر یہ آیات واحادیث وواقعات پہلے کے ہین حضور کو علم غیب ماکان و مایکون آخر عمر مین اخیر وقت مین ملا ۔

(۴) مولوی نثار احمد صاحب نے کئی دفعہ کہا کہ اگر حضور کو علم غیب ماکان و مایکون کا حاصل ہونا اخیر عمر مین نہ مانا جائے تو ما انا بقاریٔ اور لا اعلم کی تاویل نہایت دشوار ہوگی اور قرآن شریف کی آیتون مین تعارض ہو جائیگا کہ بعض آیات سے تو نفی علم غیب کی ہوتی ہے اور بعض سے ثبوت ہوتا ہے ۔

جناب مولٰنا صاحب کی آخری تقریر

حضرات حاضرین محفل چند باتین یاد رکھین جن سے پوری توضیح اس بحث کی ہو چکی ۔

اول ۔ جناب مولوی نثار احمد صاحب نے جس قدر آیات پڑھین ایک سے بھی کل علم غیب یا جمیع ماکان و مایکون ثابت نہ ہوا ۔

دوم ۔ جو عقیدہ اپنا اس مسئلہ مین انھون نے بیان کیا اس کو کتب عقائد مین باوجود پے در پے

مطالبہ کے نہ دکھایا بلکہ اقرار کر لیا کہ کتب عقائد مین کہین یہ عقیدہ نہین ہے شاید تلاش سے کسی حاشیہ مین ملے۔ البتہ مین نے اپنے عقیدہ کی تائید شرح عقائد نسفی سے پیش کر دی۔

سوم۔ کتب فقہ حنفی کی جو عبارتین مین نے پیش کین اس کا جواب مولوی صاحب نے نہ دیا۔

چہارم۔ مولوی صاحب نے بار بار اقرار کیا کہ بہت سی آیتین اور حدیثین اور بہت سے واقعات ان کے عقیدہ کے خلاف اور میرے عقیدہ کی تائید مین ہین۔

پنجم۔ مولوی صاحب کے خیال مین کچھ آیات ان کے عقیدہ کے ثبوت مین بھی ہین اور اس طرح گویا قرآن شریف کی آیتون مین دو مختلف و متضاد مضمون بیان ہوئے ہین جن مین تطبیق کی صورت مین یہ عرض کرتا ہون کہ نفی کل کی ہے اور اثبات بعض کا ہے مگر مولوی صاحب یہ تجویز کرتے ہین کہ نفی کی آیات و احادیث و واقعات پہلے کے ہین حضور کو علم غیب اخیر عمر مین ملا۔ اس پر میرے دو سوال ہین۔ ایک یہ کہ حضور کی تمام عمر شریف مولوی صاحب نے بے کمالی مین فرض کر لی۔ کیا یہ توہین حضور کی نہین ہے۔ دوسرا یہ کہ مولوی صاحب کو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ حضور کو اخیر عمر مین علم غیب ملا اگر کسی آیت یا حدیث مین یہ مضمون ہو تو وہ آیت یا حدیث پیش کرین اور اگر مولوی صاحب نے استنباط کیا ہو تو صاف فرما دین کہ یہ میرا اجتہاد و استنباط ہے پھر انشاء اللہ مین ایک آیت[1] قرآن شریف کی پیش کرونگا جس مین اخیر وقت مین بھی علم غیب کے حصول کی صریح نفی موجود ہے۔

ششم۔ مولوی صاحب نے حق تعالیٰ کے علم کی برابری کے کئی مختلف جواب دیے۔ ایک جواب کا حاصل یہ ہے کہ مقدار مین تو حضور کا علم اور خدا کا علم برابر ہے فرق صرف کیفیت کا ہے کہ خدا کا علم ذاتی ہے اور حضور کا علم عطائی۔ مگر یہ فرق جو وقعت رکھتا ہے ظاہر ہے ایک جواب کا حاصل یہ ہے کہ حضور کے علم شریف کو جزئیات کی حیثیت سے تشبیہ دیکر اس کا محدود ہونا اور خدا کے علم کا غیر محدود ہونا

---

[1] چونکہ اس کے بعد جلسہ برخاست ہو گیا اس وجہ سے یہ آیت پیش نہ ہوئی وہ آیت یہ ہے يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (پارہ ۷ سورۂ مائدہ) ترجمہ جس دن جمع کریگا اللہ رسولون کو قیامت کے دن اور ان سے پوچھیگا کہ تم کو قوم کی طرف سے کیا جواب ملا وہ کہین گے ہم کو [illegible] علم نہین تو ہی غیبون کا جاننے والا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ قیامت کے دن [illegible] علم غیب والے سے انکار [illegible] گے لہذا اخیر عمر مین علم غیب کا ملنا [illegible]

بیان فرمایا مگر جب جمیع ماکان و مایکون کا علم حضور کو ہے اور مولوی صاحب فرما چکے کہ جمیع ماکان و مایکون کے بعد صرف معدومات و ممتنعات باقی رہجاتے ہین تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ صرف معدومات و ممتنعات کی زیادتی خدا کے علم مین ہوئی اس سے خدا کا علم غیر محدود کیسے ہوا۔ پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ معدومات و ممتنعات محض فرضی چیزین ہین ان فرضی چیزون کے علم کو خدا کے مخصوصات سے کہنا علم الٰہی کی کس قدر تنقیص ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب کی آخری تقریر

(۱) مولوی صاحب نے اپنی آخری تقریر مین پھر چڑیا کی چونچ کی تشبیہ دیکر خدا کے علم کا غیر محدود ہونا اور حضور کے علم کا محدود ہونا بیان کیا اور مولٰنا صاحب کی کسی بات کا جواب نہ دیا جس کا صاف منشا یہ تھا کہ مولوی صاحب چارو ناچار حضرت مولٰنا صاحب کے عقیدہ سے متفق ہوگئے اور صرف لفظون کا فرق رہ گیا۔ رضاخانیون کا اصلی مذہب مولوی صاحب نے بہ تقاضائے مصلحت وقت ظاہر نہ کیا۔

(۲)۔ مولوی نثار احمد صاحب نے آخر عمر مین حضور کو علم غیب (وہ بھی بقول خود چڑیا کی چونچ کے پانی کے برابر) ملنے کے ثبوت مین آیہ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ[1] اور حدیث تجلّٰی لی کل شیء پڑھدی مگر نہ اس کا کچھ مطلب بیان کیا نہ استدلال کی تقریر کی۔ البتہ بار بار تعلی و خود ستائی کے الفاظ کہتے رہے اور حکام کو اشتعال دلانے کی بے سود کوشش کرتے رہے۔

اسی اثنا مین کسی نے کہا کہ وقت زیادہ ہوگیا ہے لہذا علامہ شبلی صاحب نے سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا کی رائے سے جلسہ برخاست کیا۔

---

[1] اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے اے نبی آپ پر یہ قرآن اتارا جس مین ہر شے کا بیان ہے مولوی صاحب کا استدلال غالبًا یہی ہوگا کہ قرآن مین جب ہر شے کا بیان ہے ... قرآن کے ختم ہونے کے بعد حضور کو علم غیب جمیع ماکان و مایکون ... قرآن کا اختتام آخر عمر مین ہوا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ آیت مین کل شیء سے مراد صرف وہی کل اشیا ہین ... سے تعلق رکھتی ہون اور اس مراد کا قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف دین کی کتاب ہے ... سے کیا واسطہ؟ اس کی نظیر یہ ہے کہ حضرت بلقیس کے متعلق قرآن شریف مین ہے کہ اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ یعنی بلقیس کو ہر شے دی گئی بالاتفاق یہان ہر شے سے مراد صرف اشیائے متعلقہ بہ سلطنت و بادشاہت ہین ورنہ ظاہر ہے کہ بلقیس کو ... ایک شے ہے وہ نہین ملی اور اسی طرح کی بہت سی چیزین ان کو نہین ملین ۱۲

سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا اور احمد حاجی صدیق کھتری نے اصرار کیا کہ کل حمیدیہ مسجد بمبئی میں جلسہ ہونا چاہیے اور خود ہی اس کا اعلان کر دیا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ علامہ شبلی کی منظوری سے یہ اعلان ہوا یا حکیم سراج الدین صاحب نے یہ اعلان کیا۔

یہ تقریرین کچھ تو علامہ شبلی کے مکان مین ہوئین جب نماز عصر کا وقت آگیا تو کھتری صاحب مذکور کے بیجا اصرار اور سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا صاحب کی تائید سے درگاہ مہائم شریف کی مسجد مین جلسہ ہوا اور اخیر تک وہین رہا۔

دوسرا دن

مباحثۂ مذکور شب کو بوقت نماز عشا ختم ہوا فریقین اپنے اپنے مکانات کو واپس آئے باوجود ان بدعنوانیون کے جو فریق ثانی کی طرف سے پیش آئین اور باوجود اس کے کہ حمیدیہ مسجد مین اس سے زائد توقعات تھین لیکن ہم لوگ ہر بات کو برداشت کرنے اور ادفع بالتی ھی احسن پر عمل کر کے حمیدیہ مسجد مین جانے کو تیار تھے کہ علامہ شبلی کا خط گیارہ بجکر ۴۵ منٹ پر حضرت مولنا صاحب کے نام پہونچا اور قاصد کے پاس دوسرا خط بنام مولوی نثار احمد صاحب بھی تھا سید کے کاغذ پر دونون کے نام بھی تھے۔ اس خط مین علامہ شبلی کا بحث ذیر ذرہ کے متعلق فیصلہ اور آئندہ اس طوفان بے تمیزی کی شرکت سے استعفا تھا۔ اسی وقت متعدد قلمی نقلین لکھوا کر شہر مین جابجا خصوصاً حمیدیہ مسجد کے دروازہ پر چسپان کرا دی گئین اور فوراً بصورت اشتہار وہ فیصلہ چھپ کر شائع بھی ہو گیا جو حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات علماء اعلام و مفتیان کرام مولانا مولوی عبد الشکور صاحب و مولوی نثار احمد صاحب

متعنا اللہ بعلومکما

بعد السلام و التحیات عرض پرداز ہون کہ مین اپنی حکمیت سے مستعفی ہوتا ہون

وجہ یہ کہ اوّل تو میری حکمیت فلتۃً تھی یعنی تو اُن پانچ حکم مین سے ایک تھا جن کا تقرر بذریعہ اعلان کے کیا گیا تھا، دوم اجتماع مجلس مناظرہ بندہ کے مکان پر محض اس لیے کیا تھا کہ وہان چند خواص کا مجمع ہوگا مگر بعد مین سوائے چند علماء کرام کے ہر قسم کے لوگ جمع ہو گئے۔ اور افتتاح جلسہ مین فریقین نے مجھے صدر تجویز کیا والخیر فیما وقع روز جمعہ کی کارروائی جلسہ کے متعلق جہان تک میرا خیال ہے فریقین کا دعوٰی ایک ہی منوال پر ہے صرف موضوع مین لفظی اختلاف ہے۔ مجمع نے سن لیا کہ دونون حضرات کے اقوال علم غیب نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ وازکی التسلیم کے متعلق منافی و مثبت تھے مولوی نثار احمد صاحب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب خدا کے علم غیب کے مقابل ایسا ہے جیسے کہ ایک چڑیا دریا سے چونچ مین پانی لیلے اور مولوی عبدالشکور صاحب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی قدر علم غیب تھا جس قدر خدا نے آپ کو عطا فرمایا تھا، ان دونون دلائل کا

مفہوم ایک ہی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْن کے علوم غیبیہ سے اُسی قدر واقف تھے
جس قدر کہ منجانب اللہ آپ کو عطا ہوئے تھے اور یہ مسئلہ
متفق علیہ ہے - واللہ اعلم - کل کے مناظرہ کے بارے مین میرا
یہی فیصلہ ہے - آئندہ فریقین کو اختیار ہے اپنے لیے کوئی اور حَکَم منتخب
کرلین - میرا استعفا اور عذر قبول فرمائین -

آج بروز سنیچر جو کچھ کارروائی مسجد حمیدیہ (واقع پائید ھونی) مین ہونے
والی ہے اُس کے متعلق مین کسی طرح ذمّہ دار نہین ہون کیونکہ کل کے
جلسہ مین بدعنوانی و عدمِ مُصالحت کی روش پائی گئی - آئندہ
آپ لوگون کی کارروائیون سے مین مقطوع التعلّق اور بری الذمّہ ہون
وَاللہُ عَلٰی مَا اَقُوْلُ شَہِیْدٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا ہ

راقم

احمد الشبلی اللہ لہ

محررہ تاریخ ۱۷ - ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء

حقانی فیصلہ کے بعد کیا ہوا؟

(۱) اگرچہ علامہ شبلی نے رضاخانیون کی بہت رعایت کی کہ اُن کی شکست و فرار کی تصریح فیصلہ مین نہ کی حالانکہ اصل مبحث یعنی مولوی احمد رضاخان صاحب اور اُنکی ذریت کے خانہ ساز فتوے کی صحت ثابت کرنے سے گریز کرنا۔ وہابی کی من گھڑت تعریف بیان کرکے اُس کو اپنی اصطلاح کہنا ہماری پیش کردہ آیات واحادیث وعبارات فقہیہ کے جواب سے عاجز رہنا۔ کتب عقائد مین اپنے عقیدہ کو نہ دکھا سکنا کسی آیت یا حدیث سے اپنے عقیدہ کو نہ ثابت کرسکنا نقض امن کی بزور تدابیر اور خلاف تہذیب وخلاف انسانیت افعال سے مناظرہ کو درہم وبرہم کرنا وغیرہ وغیرہ اظہر من الشمس چیزین فیصلہ مین دکھائی جاسکتی تھین مگر پھر بھی رضاخانی بےچین ہوگئے کیونکہ اُن کی شکست یہی کیا کم ہوئی کہ مولنا صاحب مدیر النجم کی وہابیت نہ ثابت کرسکے۔

(۲) باوجود حکم صاحب کے استعفا دینے اور فیصلہ بھیجدینے کے رضاخانیون نے حمیدیہ مسجد مین جلسہ کیا اور پہلے دن سے زیادہ فساد برپا کرنے کی تدابیر کین۔

(۳) عین جلسہ مین حکیم سراج الدین صاحب نے مولوی نثار احمد صاحب کو حسب ذیل خط بھیجا جو بمبئی کے اخبارون مین بھی شائع ہوگیا۔

کھلا خط بنام مولوی نثار احمد صاحب

جناب من۔ علامہ شبلی صاحب کا فیصلہ کل کے مناظرہ کے متعلق اور صدارت سے استعفا ہمارے پاس پہونچا آپ کو بھی ملا ہوگا۔ لہذا آیندہ اگر آپ مناظرہ کی خواہش رکھتے ہون تو تبراضی طرفین کوئی حکم تجویز ہوجائے مقام معین ہوجائے اور باقاعدہ انتظام ہوجائے تو ہم لوگ آمادہ ہین۔

اسی لیے حضرت مولنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب بمبئی مین مقیم ہین۔ فقط

رقیمہ نیاز سراج الدین احمد ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ء

مگر مولوی نثار احمد صاحب نے حاضرین جلسہ کو نہ فیصلہ کی خبر دی نہ یہ کھلا خط سنایا بلکہ مسجد مین سب وشتم کرتے رہے۔

(۴) ختم مناظرہ کے بعد بمبئی کی فضا مین عظیم الشان انقلاب پیدا ہوا مولوی نثار احمد صاحب کی شکست اور چڑیا کی چیں چیں کی داستان عام وخاص کی زبان پر تھی خود ان کی جماعت مین بہت لوگ اُن کے خلاف ہوگئے اور تمام لوگون کی نظر مین ان کی وہ ذلت ہوئی کہ خدا کسی کو نصیب نہ کرے۔

(۵) اہل بمبئی پر رضاخانی فرقہ کی حقیقت اسطرح ظاہر ہوئی کہ اب سوا کف افسوس ملنے کے انکے پاس کچھ نرہا۔

(۶) حضرت مولٰنا صاحب مدیر النجم کے وعظون کا ہر طرف سلسلہ شروع ہوا وعظون مین مجمع کی کثرت اور شان وشوکت قابل دیدتھی۔

(۷) دھاراوی (بمبئی) کے وعظ مین ایک بڑے مجمع مین حسب ذیل تجاویز پاس ہوئین :-

تجاویز جلسۂ عام منعقدہ دھاراوی (بمبئی)

(۱) مسلمانان دھاراوی (بمبئی) کا یہ جلسۂ عام مولوی نثار احمد صاحب اور انکے رفقا سیٹھ احمد حاجی صدیق کھتری وسیٹھ سلیمان قاسم مٹھا وغیرہ کی اُن بدعنوانیون پر جوانھون نے جلسۂ مناظرہ منعقدۂ ۲۷ ربیع الاول روز جمعہ مقام مہائم شریف (بمبئی) مین جناب مولٰنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم۔ وحکم جلسہ جناب علامہ احمد الشبیلی صاحب کی شان مین کین اُن پر اظہار نفرت وملامت کرتاہے اور مولٰنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب وعلامہ احمد الشبیلی صاحب کے استقلال اور صبروحلم کو قدرومنزلت کی نگاہون سے دیکھتاہے۔ اور اُن کے شایان شان سمجھتاہے

محرک :- محمد ادریس مؤید :- محمد شبیر

(۲) مسلمانان دھاراوی (بمبئی) کا یہ جلسۂ عام علامہ احمد الشبیلی صاحب کے فیصلہ مناظرہ مابین جناب مولٰنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم ومولوی نثار احمد صاحب بتاریخ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ روز جمعہ کو حقانی فیصلہ تصور کرتاہے اور رضاخانی جماعت کی حرکات ناشایستہ اور بدعنوانیون اور بدتہذیبیون پر نظر کرتے ہوے جناب علامہ صاحب موصوف کے منصب حکمیت سے مستعفی ہوجانے کو حق بجانب سمجھتاہے۔

محرک :- عبدالستار مؤید :- محمد ادریس

(۳) مسلمانان دھاراوی (بمبئی) کا یہ جلسۂ عام رضاخانی جماعت کے ان حرکات ناشایستہ پر جوانہون نے باوجود علامہ احمد الشبیلی صاحب حکم مناظرہ کا فیصلہ اور استعفا پہونچ جانے اور شایع ہوجانیکے لوگون سے اسکو پوشیدہ رکھکر مسجد حمیدیہ (پایدھونی) مین جلسہ منعقد کرکے عوام الناس کو مشتعل کرنے اور مولٰنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم کے خلاف غلط پروپگنڈا پھیلانے پر اظہار نفرت وملامت کرتاہے۔

محرک :- منشی محمد شفیع مؤید :- نثار احمد

(۸) آخر مین رضاخانی فرقہ کی سازش بعض کے ساتھ طشت از بام ہوئی اور بہت سے مخفی راز کھلے جوآیندہ کسی وقت مفید نتایج کے ساتھ ظاہر کیے جائینگے۔

برادران اہل سنت وجماعت اس مباحثہ سے عبرت حاصل کرین اور فرقہ رضاخانی کی کارروائیون سے دین آلٰہی کی حفاظت کرین۔ ھذا آخر الکلام والحمد للہ رب العالمین ٥ تمت

تکملہ

تکمیل نفع کے لیے مناسب معلوم ہوا کہ طبع ثانی مین ان تحقیقات اربع کا اضافہ کیا جائے تحقیق اول مین اس مباحثہ کے نتیجہ کا بیان ہے۔ تحقیق دوم مین مسئلہ علم غیب پر مزید دلائل تحقیق سوم مین باقی چھ مسائل کا تذکرہ تحقیق چہارم مین حضرت مولانا محمد عبد الحی رحمۃ اللہ تعالے کا مختصر تذکرہ۔

تحقیق اول

اس مباحثہ کے بہت سے نتائج تو ایسے ہین جو بمبئی کے حالات کے مشاہدہ سے تعلق رکھتے ہین جو بیان مین آ سکتے ہین اُن مین سے چند حسب ذیل ہین۔

(۱) شیعون نے رضاخانیون کو اپنا آلہ کار بنا کر حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم ادام اللہ برہانہ کے خلاف جو پروپگنڈہ پھیلانا چاہا تھا جس کو ان کان مکرھم لتزول منہ الجبال کا مصداق سمجھنا چاہیے ہباءً منثوراً ہو گیا رضاخانیون کا وہ نام نہاد فتویٰ جس پر شیعون کو بڑا ناز تھا اپنے مصارف سے چھاپ کر بڑی مسرت سے ہر جگہ تقسیم کرتے پھرے مسترد ہو کر خاک مین مل گیا۔[1]

(۲) وہابی کا لفظ خاص کر بمبئی مین ایک ہوّا تھا ایک جادو کا منتر تھا کسی کو وہابی کہدینا اُسکے قتل کا مرادف تھا پھر نہ کسی تحقیق کی ضرورت نہ تفتیش کی اس مباحثہ مین یہ بات ظاہر ہو گئی کہ لفظ رضاخانیون کی اصطلاح مین اس شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اہل سنت جماعت میں سے ائمہ اربعہ مین سے کسی کا مقلد ہو مگر کتاب و سنت و اجتہادات ائمہ سے نہین بلکہ حضرت حاجی صاحب جیسے بزرگون سے مسائل مین اختلاف رکھتا ہو

[1] اس فتوے کی صحت کا مسئلہ تو پہلے ہی سے مشتبہ تھا اور یہی بنیاد بحث قرار پائی تھی مگر مولوی نثار احمد صاحب نے اسپر بحث کرنے سے انکار کیا اور دوسرے رضاخانی جنکے دستخط فتوے پر تھے پیش نہ ہوئے تھے۔ پھیر کے میدان مین ... کی زبان سے اسوقت نکلا کہ اس فتوے کی صحت ہم ثابت نہین کر سکتے ہین۔ دوسرے یہ کہ اس فتوے مین وہابیت کا حکم مسئلہ اقتدا بالمخالف پر دیا گیا اور مباحثہ میں وہابیت کی بنیاد صرف ان سات مسائل پر بیان کی گئی جنمین مسئلہ اقتدا بالمخالف نہین ہے۔ تیسرے یہ کہ فتوے مین وہابیت کو سنیت و حنفیت کا ضد قرار دیا گیا ہے اور مباحثہ مین وہابی سنی حنفی کو کہا گیا۔ ان تمام امور کے بعد یون کہہ سکتا ہے کہ اس فتوے کی جان باقی رہی۔

وہابی کی یہ جامع و مانع تعریف وہابیت کی حقیقت کا اس طرح انکشاف اگر سیکڑون مناظرون کے بعد حاصل ہوتا تب بھی مفت تھا۔ اسکے بعد بمبئی کی سرزمین مین انقلاب عظیم ہوا اور ہونا ہی چاہیے تھا۔

(۳) علم غیب کا مسئلہ ایسا صاف ہوا کہ باید و شاید سب کو معلوم ہو گیا کہ رضاخانیون نے جو عقیدہ اپنا بنا رکھا ہے اُس مین کوئی عظمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہے۔ وہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کا کتب عقائد مین کہین پتہ نہین بلکہ اس کی نفی موجود ہے۔ وہ ایسا عقیدہ ہے کہ نصوص قرآنیہ کے خلاف ہونے کے سبب سے فقہائے حنفیہ نے اسپر کفر کا فتوے دیا ہے۔ اس ایک مسئلہ کی حقیقت ظاہر ہو جانے سے رضاخانیون کے باقی چھ مسائل کا حال بھی ظاہر ہو گیا کہ وہ بھی ایسے ہی ہونگے بلکہ اس سے بدتر۔

(۴) سب کو معلوم ہو گیا کہ رضاخانیون کا دعوے محبت و تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محض عوام کو خوش کرنے اور اُنسے روپیہ حاصل کرنے کے لیے ہے دل اُنکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت سے بالکل خالی ہین ورنہ چڑیا کی چونچ[1] کی مثال مولوی نثار احمد صاحب کی زبان سے بار بار نہ نکلتی اور اگر نکل گئی تھی تو دوسرے رضاخانی خاموش نہ رہتے۔

(۵) عام طور پر لوگون کو رضاخانی مولویون اور اُنکے پیشہ ور واعظون کے حال سے واقفیت پیدا ہو گئی اور اس بات کا احساس پیدا ہوا کہ دین فروش مولویون سے انکے فتوون اور وعظون سے سوا ایمان کی تباہی اور فتنہ انگیزی کے کوئی فائدہ نہین ہو سکتا سچ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء	ہر شر سے زیادہ شر بُرے عالم ہین اور ہر خیر سے زیادہ خیر اچھے عالم ہین۔
اور فرمایا ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ علماؤھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔	اس وقت اُن کے علما آسمان کے نیچے کی تمام چیزون سے بدتر ہونگے انھین کے پاس سے فتنہ نکلیگا اور انھین مین لوٹ کر جائیگا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ حسن نظامی نے [illegible] شراب خواری اور بدکاری سے

[1] حضرت مولانا اسمعیل شہید نے صرف اتنا لکھا تھا کہ خدا کے سامنے بڑی سے بڑی مخلوق چوہڑے چمار سے کمتر ہے اسپر رضاخانیون نے ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا کہ نبیون کی توہین ہو گئی حالانکہ نبیون کا نام بھی اس عبارت مین نہین۔ اب خود دیکھین کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر کیسی رکیک تشبیہ بیان کی۔ سچ ہے ؎

جو تن خدا خواہد کہ پردہ کسی درد [illegible] اندر طعنہ پاکان برد ۱۲

بھی بد تر قرار دیا ہے۔ فرماتے ہین ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے | دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

تحقیق دوم

تمام اہل سنت وجماعت تمام سلف صالحین کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ علم غیب حق تعالے کی صفات مخصوصہ سے ہے اب تک مسلمانون کے روزمرہ مین بولا جاتا ہے کہ غیب کا حال خدا جانے الغیب عند اللہ حق تعالے نے بطور معجزہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو غیب کی جن باتون پر اطلاع دی وہ انکو معلوم ہوئین مگر چند روز سے اعدائے سنت نے اس متفق علیہ عقیدہ کے خلاف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب ماننا ضروری قرار دیا ہے اور طرفہ تماشا ہے کہ جو شخص انکے اس خانہ ساز عقیدہ کو نہ مانے اسکو وہابی کہتے ہین چوری اور پھر سینہ زوری۔ اس مباحثہ مین اس عقیدہ پر کافی روشنی پڑ چکی تین آیتین عین مباحثہ مین پیش ہوئین۔ دو مستقلاً اور ایک شرح عقائد کی عبارت مین ضمناً جن کا کوئی جواب فریق ثانی کی طرف سے ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ اور ایک آیت حاشیہ صفحہ مین بوقت طبع اول اضافہ کیگئی اب چھ آیتین اور لکھی جاتی ہین تاکہ دس کا عدد پورا ہو جائے اسکے بعد دس احادیث صحیحہ بھی نقل کیجائینگی۔ فقہائے کرام کے اقوال عین مباحثہ مین پیش ہو چکے

آیاتِ قرآنیہ

(۱) پارہ ۷ رکوع ۱۱ سورہ انعام۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۔ ترجمہ تو کہہ مین نہین کہتا کہ مجھ پاس ہین خزانے اللہ کے اور نہ مین جانون غیب کی بات اور نہ مین کہون تم سے کہ مین فرشتہ ہون اُسی پر چلتا ہون جو مجھکو حکم آتا ہے تو کہہ کب برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھتا کیا تم دھیان نہین کرتے۔ موضح القرآن تفسیر معالم التنزیل مین لا اعلم الغیب کے تحت مین لکھا ہے فاخبرکم بما غاب عنا مضی وما سیکون یعنی مین غیب دان نہین ہون کہ تمکو گذشتہ و آئندہ باتون کے غیب کی خبرین بتایا کرون۔ کس صراحت کے ساتھ خدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے حکم دیا کہ اعلان کر دیجئے کہ مین غیب نہین جانتا اور شبہہ ہو سکتا تھا کہ پھر آپ مین اور دوسرے لوگون مین فرق کیا رہا تو اسکو یون رفع فرمایا کہ مجھپر وحی آتی ہے جس سے مین بینا ہو جاتا ہون تم نابینا ہو یہ فرق کچھ کم ہے

اس آیت کے ساتھ سورۂ ہود کی وہ آیت ملاؤ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَا اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ تو صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ اس بارہ مین تمام انبیا علیہم السلام کا حال یکسان ہے غیب دانی تو خاصۂ خداوندی ہے۔

اسی لیے حضرت سعدی رحمہ اللہ نے گلستان مین حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرماکر یہ تعلیم دیدی کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب دان نہ سمجھو۔ فرماتے ہین۔ ؎

یکے پرسید ازان گم کردہ فرزند کہ ای روشن گہر پیر خرد مند ز مصرش بوی پیراہن شنیدی چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی

بگفت احوال ما برق جہان ست دمی پیدا و دیگر دم نہان ست گہے بر طارم اعلےٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

(۲) پارہ ۹ رکوع (سورۂ اعراف) قُلْ لَّا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ترجمہ تو کہہ مین مالک نہین اپنی جان کے بھلے کا نہ بُرے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر مین جانا کرتا غیب کی بات تو بہت خوبیان لیتا اور مجھکو برائی کبھی نہ ہوجتی مین تو یہی ہون ڈر اور خوشی سنانے والا ماننے لوگون کو۔ (موضح)

ف کیسی صاف نفی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونیکی ہے اکثر مفسرین مثل صاحب معالم التنزیل آیت کے مطلب مین لکھتے ہین خوبی و برائی سے مراد دنیا کا آرام و تکلیف ہے یعنی مین غیب دان ہوتا تو دنیا کی تکلیفون سے بچ جاتا جیسے غزوۂ احد مین شکست ہوئی نہوتی۔ اور ہوسکتا ہے کہ خوبی و برائی کا عام رکھا جاے اس صورت مین آخرت کے متعلق اجمالاً تو آپکو آپکے اور آپکے موافقین و مخالفین کے انجام سے حق تعالےٰ نے مطلع کر دیا تھا مگر تفصیل کی آپ کو اطلاع نہ تھی کہ کیا کیا مراتب عالیہ اور کیسے کیسے مدارج قرب آپ کو حاصل ہونگے اسکی تائید سورۂ سجدہ کی اس آیت سے ہوتی ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی کوئی شخص نہین جانتا کہ اسکے اعمال کے بدلے مین کیا کیا راحتین اسکے لیے عالم آخرت مین پوشیدہ رکھی گئی ہین

(۳) پارہ ۷ رکوع ۱۳ (سورۂ انعام) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ترجمہ اور اسی پاس ہین کنجیان غیب کی انکو کوئی نہین جانتا اسکے سوا اور جانتا ہے جو جنگل و دریا مین ہے اور نہین جھڑتا کوئی پات جو وہ نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیرون مین اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہین کھلی کتاب مین۔ (موضح)

(۴) پارہ ۲۱ رکوع ۱۳ (سورۂ لقمان) اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ

نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ترجمہ اللہ جو ہے اُس پاس ہے قیامت کی خبر اور اُتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو ہے ان کے پیٹ مین اور کوئی جی نہین جانتا کہ کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا کہ کس زمین مین مریگا تحقیق اللہ ہے سب جانتا خبردار۔

(۵) پارہ ۲۶ رکوع (سورہ احقاف) قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ترجمہ تو کہہ مین کچھ نیا رسول نہین آیا اور مجھکو معلوم نہین کیا ہونا ہے مجھسے اور تم سے (موضح) ف اس آیت مین بھی یا تو دنیا کے متعلق اپنے انجام و معاملات کی لاعلمی مراد ہے یا آخرت کے مراتب عالیہ کی تفصیل کی لاعلمی مقصود ہے بہرحال جمیع ماکان و مایکون کی صاف نفی ہے

(۶) پارہ ۱۲ سورہ ہود) وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ ترجمہ اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانون اور زمین کی اور اُس کی طرف رجوع ہے کام سارا (موضح)

احادیث

(۱) حدیث تابیر نخل صحیح مسلم وغیرہ مین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہان تابیر نخل کا رواج تھا یعنی نر چھوہارے کے شگوفے مادہ درخت کے شگوفہ مین ملائے جاتے تھے آپ نے منع فرمایا صحابہ کرام نے نہ کیا اُس سال پھل مین کمی ہوگئی تو حضور نے فرمایا جو تم کرتے تھے وہی کرو اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ یعنی تم اپنی دنیا کی باتین مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ دیکھیے کس صراحت کے ساتھ جمیع ماکان و مایکون کے علم کی نفی کی ہے

(۲) حدیث لحن بالحجہ صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے کوئی معاملہ پیش ہوتا ہے اور ایک فریق زبان آور ہی ہے یعنی وہ اچھی طرح بیان کرتا ہے مین سمجھتا ہون کہ وہی حق پر ہے اسی کے موافق فیصلہ کردیتا ہون لیکن فی الواقع ایسا نہو تو میرے فیصلہ سے وہ چیز جائز نہین ہوسکتی ماکان و مایکون کے علم کی کیسی صاف نفی ہے اگر ماکان و مایکون کا علم ہوتا تو آپ کو خلاف واقع فیصلہ کرنے کا اندیشہ کیون ہوتا۔

(۳) حدیث اُساری بدر جسکا مجمل تذکرہ قرآن شریف مین ہے اور مفصل صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ قیدیان بدر کو آپ نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا خدا کو نا پسند ہوا اور آیات عتاب نازل ہوئین آپ نے فرمایا اگر عذاب آتا تو سواے عمر کے کوئی نہ بچتا ان کی رائے فدیہ لینے کے خلاف تھی۔

(۴) حدیث افک صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث مین ہے کہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی گئی حضور اس جھوٹی تہمت کے سبب سے آنکو نے گھر بھیجدیا اور مشورہ فرماتے رہے ایک مہینہ گذر گیا اسکی تصدیق ... جب اللہ کی برأت قرآن شریف مین نازل ہوئی اُس وقت حضور کی ناراضی دفع ہوئی ...

(۵) حدیث کعب بن مالک بہت مشہور واقعہ ہے آیہ کریمہ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا میں اسی کا تذکرہ ہے صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ غزوۂ تبوک مین وہ اپنی سستی کی وجہ سے ہمراہ نہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منافق سمجھا اور اس قدر ناراض ہوئے کہ خدا کی زمین اُن پر تنگ ہوگئی۔ آخر ان کا عذر قرآن شریف مین نازل ہوا۔

(۶) حدیث من صلّی علیّ نائیا۔ شعب بیہقی اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ مین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھ پر سلام یعنی درود پڑھیگا مین اس کو خود سنونگا اور جو شخص کسی دور مقام سے درود پڑھیگا اُس کو فرشتے پہونچائینگے۔ اگر جمیع ماکان ومایکون کا علم ہوتا تو فرشتون کے پہونچانے کی کیا حاجت تھی دور نزدیک سب کا سلام یکسان خود سنتے۔

ف علامۂ ابن حجر مکی جوہر منظم مین لکھتے ہین۔

ومن اعظم فوائد الزيارة ان زائره صلى الله عليه وسلم اذا صلى وسلم عليه عند قبره سمعه سماعا حقيقيا ورد عليه من غير واسطة وناهيك بذلك بخلاف من يصلي او يسلم من بعد فان ذلك لا يبلغه ولا يسمعه الا بواسطة والدليل على ذلك احاديث كثيرة ذكرتها في كتابي السابق ذكره متنها ما جاء بسند جيد وان قيل انه غريب من صلّى عليّ عند قبري سمعته ومن صلّى عليّ من بعيد اعلمته۔	زیارت قبر اقدس کے بڑے فائدون مین سے ایک یہ ہے کہ زائر جب آپ پر صلوۃ وسلام قبر شریف کے پاس جاکر پڑھتا ہے تو آپ خود سنتے اور اسکا جواب دیتے ہین یہ نعمت کیا کم ہے بخلاف اُس شخص کے جو دور سے صلوۃ وسلام پڑھے کیونکہ وہ آپکو نہین پہونچتا نہ آپ اسکو سنتے ہین مگر بواسطہ فرشتے کے۔ اسکی دلیل بہت سی احادیث ہین جنکو مینے اپنی کتاب سابق الذکر یعنی در منضود مین بیان کیا ہے از انجملہ ایک حدیث وہ جو کھری سند کے ساتھ منقول ہے اگرچہ اسکو غریب کہا گیا ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے مین خود اس کو سنتا ہون اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے اسکی اطلاع مجھے دیجاتی ہے

اور علامۂ علی قاری مکی اپنی کتاب الدرۃ المضیئہ فی الزیارۃ المصطفویہ مین لکھتے ہین۔

ومن اعظم فوائد الزيارة انه اذا صلى وسلم عليه عند قبره سمعه سماعا حقيقيا ورد عليه من غير واسطة بخلاف من يصلي او يسلم عليه من بعيد فان ذلك لا يبلغه الا بواسطة لما جاء عنه بسند جيد من	زیارت قبر اقدس کے بڑے فائدون مین سے ایک یہ ہے کہ زائر جب آپ کی قبر شریف کے پاس صلوۃ وسلام پڑھتا ہے تو آپ خود سنتے اور جواب عطا فرماتے ہین بخلاف اس شخص کے جو دور سے صلوۃ وسلام پڑھے وہ آپ کو نہین پہونچتا مگر بذریعہ فرشتے کے بوجہ اس کے کہ عمدہ سند سے منقول ہے کہ جو شخص

صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلی علیّ من بعید اعلمتہ	میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اسکو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے اسکی اطلاع مجھے دیجاتی ہے۔

(۷) حدیث یعلم ما فی غد مشکوٰۃ میں ہے کہ ایک عورت نے آپ کے سامنے یہ مصرعہ پڑھا وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں ایک نبی ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں تو آپ نے منع فرمایا۔

(۸) حدیث ذوالیدین صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے عصر کی نماز دو ہی رکعت پڑھکر سلام پھیر دیا حضرت ذوالیدین نے پوچھا کہ نماز کم کردی گئی یا آپ کو نسیان ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ کچھ بھی نہیں ہوا تب اور صحابہ نے بھی شہادت دی کہ ذوالیدین سچ کہتے ہیں اس وقت آپ نے نماز پوری کی۔

(۹) حدیث لا ادری ترمذی ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا دنیا میں کب تک رہونگا لہٰذا تم میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتدا کرنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کو اپنی عمر گرامی کی مقدار معلوم نہ تھی لہٰذا جمیع ماکان ومایکون کا علم کیسے ہوا۔

(۱۰) حدیث لا تدری ما احدثوا صحیح بخاری وغیرہ میں ہے حضور نے فرمایا کچھ لوگ قیامت کے دن دوزخ کی طرف جارہے ہونگے میں ان کو پہچان کر کہونگا کہ اے پروردگار یہ لوگ میری امت کے ہیں ارشاد ہوگا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا نئی باتیں نکالیں۔

اس حدیث سے وہ احتمال بھی مٹ گیا کہ مدعیان علم غیب کہتے ہیں کہ علم غیب آپ کو آخر عمر میں ملا تھا کیونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے۔

اس مقصد کے متعلق سیکڑوں احادیث ہیں مگر بغرض اختصار صرف دس پر اکتفا کی گئی

حضرت مولانا العلامہ الشیخ محمد عبد الحی فرنگی محلی نور اللہ مرقدہ کے وقت مسئلہ علم غیب کا فتنہ شروع ہوگیا تھا چنانچہ کئی فتوے آپ کے مجموعۃ الفتاوےٰ میں ہیں منجملہ انکے ایک کی عبارت مناظرہ میں پیش بھی ہوچکی حضرت ممدوح کی اور کتاب جسمیں اسکا تذکرہ ہے۔ الآثار المرفوعہ میں فرماتے ہیں۔

ومنها ما یذکرہ الوعاظ من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطی علم الاولین والاخرین مفصلا ووھب لہ علم کل ما مضی وما یاتی کلیا وجزئیا وانہ لا فرق بین علمہ وعلم ربہ	اور انھیں موضوع روایات میں سے یہ ہے جو واعظ لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلوں اور پچھلوں کا علم تفصیلی طور پر عطا ہوا اور آپ کو کل گذشتہ وآئندہ باتیں کلی وجزئی بتادی گئیں اور یہ کہ آپکے علم میں اور خدا کے علم میں

من حیث الاحاطة والشمول وانما الفرق بینهما ان علم الله ازلی ابدی بنفس ذاته بدون تعلیم غیره بخلاف علم الرسول فانه حصل له بتعلیم ربه - وهذا زخرف من القول وزور علے ما صرح به ابن حجر المکی فی المنح المکیة شرح القصیدة الهمزیة وغیره من ارباب الشعور -	محیط اور شامل کل ہونے مین کچھ فرق نہین - فرق صرف یہ ہے کہ اللہ کا علم ازلی ابدی ہے خود بخود ہے کسی کی تعلیم سے نہین ہے بخلاف علم رسول کے کہ وہ آپ کو خدا کی تعلیم سے حاصل ہوا ہے - یہ عقیدہ بالکل باطل اور جھوٹا عقیدہ ہے جیسا کہ ابن حجر مکی نے منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ مین اور نیز دوسرے اہل علم نے اسکی تصریح کی ہے -
والثابت من الآیات القرآنیة والاحادیث النبویة هو ان الاحاطة والشمول وعلم کل غیب مختص بجناب الحق ولم توهب هذه الصفة من جانب الحق لاحد من الخلق نعم علوم نبینا صلے الله علیه وسلم ازید واکثر من علوم سائر الانبیاء وتعلیم ربه الامور الغیبیة له بالنسبة الی تعلیمه غیره اکمل فهو صلی الله علیه وسلم اکمل علما وعملا وسید المخلوقات رتبة وفضلا -	اور آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ محیط اور شامل کل ہونا اور ہر غیب کا جاننا حق تعالے کے ساتھ مخصوص ہے یہ صفت خدا کی طرف سے کسی مخلوق کو عطا نہین ہوئی - ہان ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم اور نبیون کے علوم سے بہت زیادہ ہین اور آپ کو تعلیم امور غیبیہ کی خدا نے دی وہ دوسرون کی تعلیم سے اکمل ہے پس آپ علماً وعملاً سب سے زیادہ کامل اور رتبہ وبزرگی مین تمام مخلوقات کے سردار ہین -

سلہ ایک مرتبہ بمقام نانپارہ چند رضاخانی مولوی جمع ہوئے اور حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی سے مسئلہ علم غیب مین مناظرہ چاہا مگر جب مولانا صاحب تشریف لے گئے تو سب گھر کے اندر بیٹھ گئے باہر نہ نکلے انھین سے ایک صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا رسالہ انباء المصطفی لیکر آئے کہ یہ آپنے دیکھا ہے مولانا صاحب نے فرمایا نہین سکنے لگے کہ اس کو دیکھ لیجیے تو مناظرہ ہو - مولانا صاحب نے اسی وقت سرسری نظر سے دیکھا تو وہ مقام نکلا کہ خان صاحب بریلوی نے منح مکیہ کی ایک عبارت نقل کرکے علم غیب ثابت کیا ہے - اسی وقت مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ رسالہ تو خیانت سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اب جس کا جی چاہے منح مکیہ کو دیکھ لے کہ مولوی احمد رضا خان نے نقل عبارت مین کیسی قطع وبرید وبد دیانتی کی ہے - ۱۲

چند نکاتِ نفیسہ

(۱) جمیع اشیا کا علم خواہ از قسم غیب ہون یا از قسم شہادت صرف اللہ تعالےٰ کو ہے اور ایسا علم محیط شانِ خدائی کے لیے ضروری اور صرف اسی کے لیے کمال ہے۔ بندون کے لیے نہ ایسا علم محیط ضروری ہے نہ یہ علم اُن کے لیے کمال ہے بلکہ ہر بندہ کے لیے صرف اُن چیزون کا علم موجب کمال ہے جنکے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے اسی لیے اصطلاح شریعت مین علم کے معنے ہی مخصوص ہو گئے۔ لغت مین تو ہر چیز کے جاننے کو علم کہتے ہین مگر اصطلاح شریعت مین صرف اُن اشیا کے جاننے کا نام علم ہے جنکا جاننا وسیلۂ تقرب الٰہی و ذریعۂ رضائے ایزدی ہو۔ مثلاً ریل گاڑی کے بنانے اُسکے چلانے ٹیلیگراف کے قواعد وغیرہ کو کوئی شخص جان لے تو اسکو اصطلاح شریعت مین علم نہ کہین گے۔ ہان نماز روزہ وغیرہ کے مسائل کا جاننا علم کہا جائیگا۔ یہی سبب ہے کہ انگریزی دانون کو علما نہین کہا جاتا مگر انکو بعض مخصوص علم دین جاننے والون کو کہتے ہے۔ حدیث شریف مین ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اس مین بھی علم سے یہی اصطلاحی معنی یعنی ضروریات دین کا جاننا مراد ہے۔ درحقیقت بندون کے لیے اصل کمال رضائے مولیٰ جل جلالہ ہے اور جتنے کمالات ہین سب اسی کمال کے حصول کا ذریعہ و وسیلہ ہونے کی وجہ سے کمال کہے جاتے ہین لہذا بندہ کے لیے علم بھی وہی کمال ہے جو رضائے مولیٰ کا سبب ہے۔ [illegible] یہ کہنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سمندر کے قطرون اور درختون کی پتیون کا علم ہے وہ ہر وقت ہر شخص کے حرکات و سکنات سے واقف ہین گویا مثل خدا کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہین۔ یہ چیز آپ کے لیے باعث کمال نہین ہے بلکہ اس کی نفی آپ کی ذات مقدس سے کرنا ہی آپ کی شان کے لائق ہے۔ آپ کا قلب مبارک علوم ربانیہ و معارف الٰہیہ کا خزانہ ہے نہ مادیات کی صورتون اور حرکات و سکنات کا آئینہ۔

(۲) حدیث علمت علم الاولین والآخرین کا مطلب یہ ہے کہ اولین و آخرین کو جو علم عطا ہوا تھا یعنی تقرب الٰہی و رضائے مولےٰ کے وسائل جس قدر اُنکو تعلیم دیے گئے تھے سب کا علم مجھے عطا فرمایا گیا ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ مقربانِ بارگاہ الٰہی کے سامنے مین یعنی اصطلاح شریعت مین جس چیز کو علم کہتے ہین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہمسر و مساوی نہین نہ کوئی ملک مقرب آپ کی برابری کرسکتا ہے نہ کوئی نبی مرسل

(۳) کسی شئی کا عالم کسی شخص کو کہنا دو صورتون مین منحصر ہے اوّل یہ کہ وہ شخص اس شئے کے تمام مسائل یا تمام

افراد کو جانتا ہو دوسری قسم یہ کہ تمام نہین تو مقدار کثیر کو جانتا ہو مثلاً فقہ کا عالم اس شخص کو کہینگے جو فقہ کے تمام مسائل یا ایک مقدار کثیر کو جانتا ہو کسی کو دس بیس مسائل فقہ کے معلوم ہوگئے کہ وضو مین چار فرض ہین غسل نماز دن مین اتنی رکعات ہین نماز کے فرایض و واجبات یہ ہین صرف ان چند باتون کے جاننے سے اسکو عالم فقہ نہین کہہ سکتے - علی ہذا عالم طب اسی شخص کو کہین گے جو طب کے تمام مسائل یا انکی مقدار کثیر کا علم رکھتا ہو صرف اس قدر جان لینے سے کہ زنجبیل حار ہے کافور بارد ہے سقمونیا مسہل صفرا ہے تعفن اخلاط سے حمی پیدا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ عالم طب نہین ہو سکتا -

اس تمہید کے ذہن نشین کرنے کے بعد اب سمجھو کہ عالم الغیب یا غیب دان کس کو کہہ سکتے ہین اسکی بھی دو صورتین ہین یعنی غیب کی تمام باتین جانتا ہو یا غیب کی باتون کی ایک مقدار کثیر جانتا ہو تو غیب کی تمام باتون کا جاننا حق تعالے کے ساتھ قطعاً مخصوص ہے یہ تخصیص آیات قرآنیہ سے ایسی صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ اسکے خلاف عقیدہ رکھنے کو فقہاے کرام کفر لکھتے ہین جیسا کہ مباحثہ ہذا مین بیان ہوا اب رہا مقدار کثیر کا جاننا تو اسکے متعلق یہ بات خیال کرنے کی ہے کہ ہر شے کی مقدار کثیر باعتبار اسکے کل کے ہوا کرتی ہے - کثرت و قلت ایک اضافی چیز ہے مثلاً کل کی مقدار سو ہے تو چالیس پچاس بھی اسکا کثیر کہا جا سکتا ہے لیکن اگر کل کی مقدار ہزار ہو تو چالیس پچاس کو اسکا کثیر نہین کہہ سکتے - پس اب ضروری ہوا کہ غیب کی تمام باتونکی تعداد معلوم ہو کہ وہ لاکھ ہین کہ کرور کتنی ہین پھر یہ معلوم ہو کہ اسمین سے کتنی باتین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی گئین ان دونون امور کے معلوم ہونیکے بعد دیکھا جائے کہ حضور کو جس قدر امور غیبیہ بتلائے گئے وہ بلحاظ کل کے کثیر ہین یا نہین حالانکہ یہ دونون امور مجہول ہین - کون جانتا ہے کہ غیب کی تمام باتین کتنی ہین اور کون جانتا ہے کہ انمین سے کتنی باتین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی گئین دینے والا جانے یا پانے والے جانین - تیسرے کو کیا خبر - قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب یا غیب دان یا غیب کا جاننے والا کسی طرح نہین کہا جا سکتا نہ کل کے لحاظ سے نہ مقدار کثیر کے لحاظ سے -

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم مین حق تعالے نے عالم الغیب کا لفظ تو اپنے لیے مخصوص کیا انبیاء علیہم السلام کے لیے اظہار اور اطلاع کا لفظ استعمال فرمایا قولہ تعالی - عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (ترجمہ) اللہ غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہین کرتا مگر پسندیدہ رسولون پر - وقولہ تعالی ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن یجتبی من رسلہ من یشاء (ترجمہ) اللہ ایسا نہین کرتا کہ تمکو غیب پر مطلع کرے ولیکن اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے -

دیکھو ان دونون آیتون مین حق تعالے نے انبیاء علیہم السلام کے لیے غیب پر اظہار غیب پر اطلاع کا لفظ استعمال

فرماتا ہے۔ غیب کا علم ان کے لیے ثابت نہ کیا بلکہ عالم الغیب اپنے کو فرمایا۔
(۴) قرآن مجید میں جہان جہان غیب کا لفظ آیا ہے ان سب آیتون کو جمع کرو اور سیاق وسباق سے ملا کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ آیاتِ قرآنیہ مین غیب کا اطلاق صرف دو چیزون پر ہوا ہے وحیِ الٰہی پر اور وقت قیامت پر انبیاء علیہم السلام کو جس غیب پر اطلاع دینے کی بابت ارشاد فرمایا ہے وہ وحیِ الٰہی ہے۔ یہ میرا مقصود نہین ہے کہ غیب کا لفظ از روے لغت ان دو چیزونکے لیے مخصوص ہے لغت مین تو تمام اشیاے غائبہ کو غیب کہتے ہین۔

تحقیق سوم

بقیہ چھ مسائل کے متعلق مختصراً اس وقت صرف یہ لکھنا کافی ہے کہ حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب دامت برکاتہم اور تمام اہل حق تمام اہل سنت وجماعت کا مسلک وہی ہے جسکو رضاخانی فرقہ شعار وہابیت قرار دیتا ہے فقہ حنفی کی تمام کتب معتبرہ مین حنفیہ کا مذہب وہی بیان کیا گیا ہے جس کو یہ فرقہ معیار وہابیت کہتا ہے۔ حضرت علامہ مولانا عبد الحی صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ کے مجموعۃ الفتاویٰ جلد اول و دوم مین یہ سب مسائل باستثنا امکان والے مسئلہ کے موجود ہین جس کا جی چاہے دیکھ لے وہی مسلک حضرت مولانا مدیر النجم کا ہے رہا مسئلۂ امکان اسکے متعلق صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ خدا کی ذات تمام عیوب ونقائص سے بری اور پاک ہے اور خدا کی قدرت بہت بڑی ہمارے وہم وخیال سے بالاتر ہے اور بس

تحقیق چہارم

ترجمۂ حضرت مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کی شہر باندا مین ۲۶۔ ذیقعدہ یوم سہ شنبہ ۱۲۶۴ھ مین ہوئی جبکہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبد الحلیم صاحب وہان نواب ذو الفقار الدولہ مرحوم کے مدرسہ مین مدرس تھے دس برس کی عمر مین حفظ قرآن اور کتب انشا وخط وغیرہ سے فارغ ہوے اس وقت آپ کے والد علامہ جونپور مین حاجی امام بخش مرحوم کے مدرسۂ عربیہ مین مدرس تھے۔

سترہ برس کی عمر مین تمام کتب درسیہ عربیہ سے فراغت حاصل ہوئی اور اسی وقت سے تصنیف وتدریس مین مشغول ہوے۔

تصنیف کی حالت یہ کہ صرف۔ نحو۔ منطق۔ فلسفہ۔ اصول مناظرہ۔ علم تاریخ۔ فقہ۔ حدیث۔ مناظرہ

RARE BOOK NOT TO BE ISSUED

مین چھوٹی بڑی تقریباً سو کتابین تالیف فرمائین کتب درسیہ پر حواشی لکھے - شرح وقایہ کے حاشیہ نے علمائے زمانہ کو شرح وقایہ پڑھانا آسان کر دیا - مولانا عبد الحق خیرابادی سے جو معقولات مین یکتا فنی ہونے کا رتبہ رکھتے تھے معقولات مین مناظرہ ہوا اور آخر مین وہ ساکت ہو گئے - نواب مولوی صدیق حسن خان صاحب مرحوم والی بھوپال سے (جو حضرات غیر مقلدین مین ایک اعلیٰ پایہ رکھتے تھے) مناظرہ ہوا آخر مین نواب صاحب اور انکی تمام جماعت کو ساکت ہونا پڑا - ابراز الغی اور تذکرۃ الراشد اس مناظرہ کی یادگار اور قابل دید ہین -

مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی مرحوم سے (کہ وہ بھی غیر مقلدین مین ایک بڑی نظر اور بڑی قابلیت کے عالم تھے) زیارت قبر شریف نبوی کے متعلق بحث ہوئی - آخری کتاب اس بحث کی السعی المشکور بے نظیر مباحث حدیث سے لبریز ہے -

تمام تصانیف آپ کی عربی مین ہین سوا آٹھ کتابون کے -

تمام تصانیف آپ کے وسعت نظر اور بلند تحقیقات سے لبریز ہین خلوص نیت اور تصنیف آپ کا خاص شغل تھا تدریس کی حالت یہ ہے کہ استاذی مولانا سید محمد عین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ - مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم - مولانا عبد الباری صاحب عظیم آبادی مرحوم - مولانا عبد الاحد صاحب مرزاپوری مرحوم - مولانا انوار اللہ صاحب مرحوم استاذ حضور نظام دکن خلد آشیان - مولانا حفیظ اللہ صاحب مہتمم دار العلوم ندوہ جیسے ذی علم اور قابل علما آپ کے تلامذہ مین ہین -

عربی تقریر آپ کی بے نظیر ہوتا تھا منقولات صحیحہ کا انبار حشو و زوائد سے پاک - اہل علم کے لیے نہایت مفید ہوتا تھا -

سند حدیث آپ کی بہت عالی ہے آپ نے اپنے والد سے سند لی اور ان کو علامہ شیخ جمال حنفی شیخ الاسلام مکہ معظمہ اور علامہ سید دحلان مفتی شافعیہ مدرس حرم شریف نبوی اور عارف باللہ مولانا شیخ عبد الغنی دہلوی مہاجر مدنی نقشبندی مجددی اور مولانا حسین احمد ملیح آبادی تلمیذ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی وغیرہم سے سند تھی پھر بلا واسطہ سید دحلان اور مولانا شیخ عبد الغنی رحمہ اللہ سے بھی سند لی اور بڑے بڑے اکابر بلاد اسلامیہ نے جو اُس وقت تھے آپ کو سندین دی اور بڑے بڑے مناقب آپ کے لکھے -

آخر وقت تک انھین مشاغل علمیہ اور خدمت خلق اللہ مین مشغول رہے شب دوشنبہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ مین وفات پائی - انا للہ وانا الیہ راجعون - انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت آپکے مفصل حالات اور کمالات آپ کے بیان کیے جائین گے - واللہ الموفق - فقط